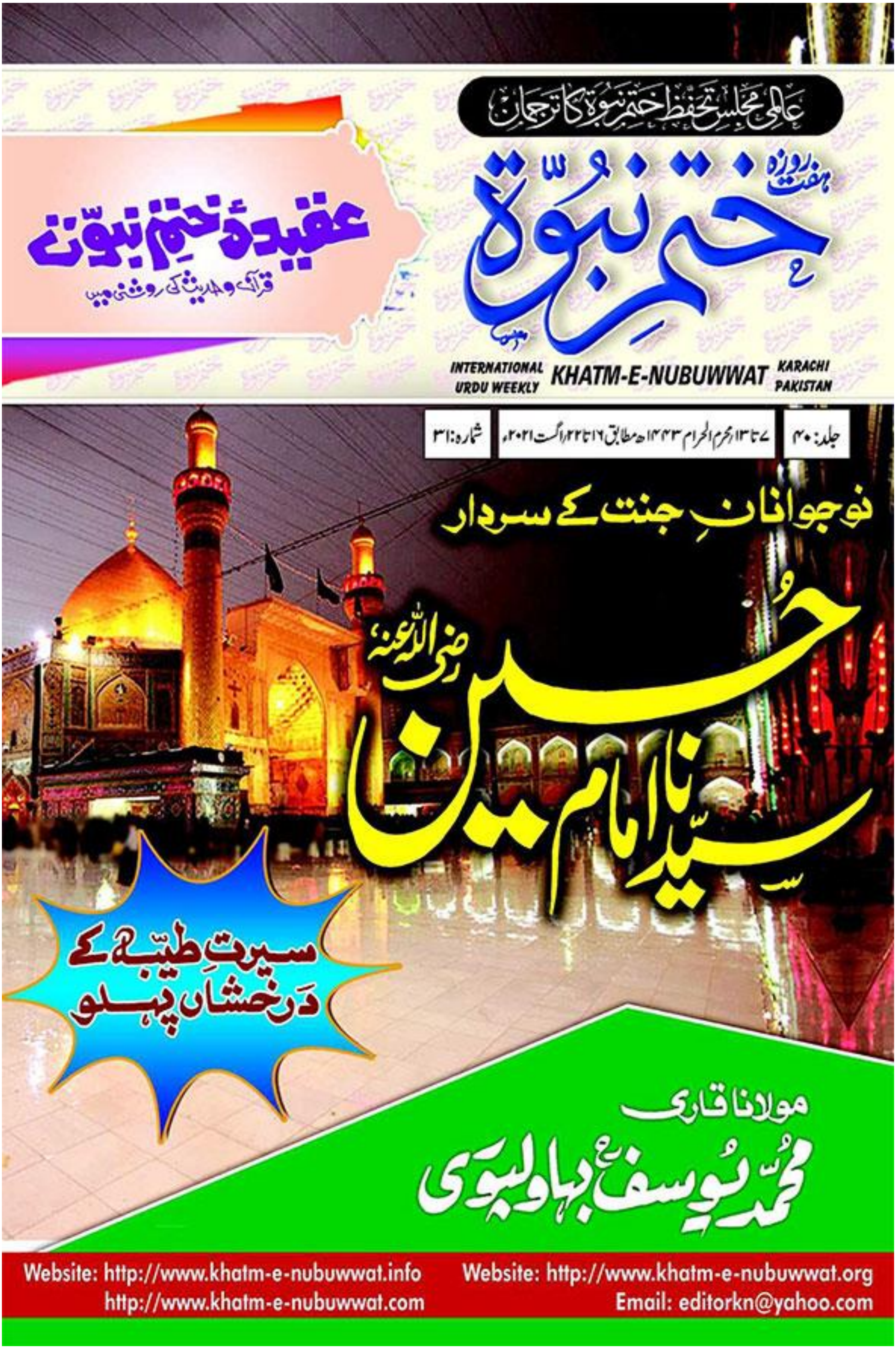
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN
عقیدۂ ختم نبوت
قرآن وحدیث کی روشنی میں
جلد: ۴۰
۷ تا ۱۳ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اگست ۲۰۲۱ء
شمارہ: ۳۱
نوجوانانِ جنت کے سردار
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
سیرتِ طیبہ کے درخشاں پہلو
مولانا قاری
محمد یوسف بہاولپوری
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

”مجھ سے فارغ ہو“ طلاقِ کنایہ کے الفاظ ہیں

س:...... جناب مفتی صاحب! میں پنجگور کا رہائشی ہوں، ۲۰۰۱ء میں میری شادی ہوئی، مگر بدقسمتی سے ہماری آپس میں بن نہ سکی۔ چنانچہ ایک سال شادی کے بعد ہی ہمارے گھر میں اکثر ہم میاں بیوی کا تو تو، میں میں بلاوجہ ہی ہونا شروع ہوگیا۔ معمولی باتوں میں بھی نااتفاقی چلتی رہی، اکثر یہی ہوتا رہا۔ اتفاق سے آج پھر کسی چھوٹی سی بات پر جھگڑا ہوا تو میں نے غصہ میں آکر اپنی بیوی کو ایک دو یا تین مرتبہ کہا کہ تم میری سمجھ سے باہر ہو: ”تم مجھ سے فارغ ہو“ اس کے علاوہ کوئی اشارہ نہ کیا اور نہ ہی میں نے اسے اپنی ماں یا بہن کہا ہے۔ میری اس بیوی سے اولاد بھی ہے۔ لہٰذا جناب مفتی صاحب! آپ اس کے بارہ میں فتویٰ دیں کہ میری بیوی کو میرے غصہ میں بولے گئے الفاظ سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ جواب ضرور دیں، عین نوازش ہوگی۔

ج:...... بصورتِ مسئولہ سائل کا بیوی کو یہ کہنا: ”تم مجھ سے فارغ ہو“ یہ طلاقِ کنایہ کے الفاظ ہیں، ان سے سائل کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوچکی ہے، جس کا حکم یہ ہے کہ میاں بیوی کا نکاح ختم ہوچکا ہے، آئندہ ایک ساتھ رہنے کے لئے دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے۔ واضح رہے کہ ایک سے زیادہ جتنی مرتبہ مذکورہ الفاظ بولے گئے ہیں، وہ سب لغو ہیں، تاہم آئندہ کے لئے شوہر کے پاس صرف دو طلاق کا اختیار باقی ہے۔ درمختار میں ہے:

”باب الکنایات ... (ونحو خلیة، بریة، حرام، بائن) ومرادفها کبتة، بتلة ... وفی الغضب توقف الاولان ان نوی وقع والالا.“ (درمختار، ج:۳، ص:۲۹۸ تا ۳۰۰)

(وفی الشامیه) (قوله خلیة) ...ای خالیة اما عن النکاح اوعن الخیر (قوله بریة) ای منفصلة اما عن قید النکاح او حسن الخلق ...الخ (قوله توقف الاولان) ای مایصلح رداً وجواباً، وما یصلح سباً وجواباً، ولا یتوقف مایتعین للجواب ... الخ. (الفتاوی الشامیة، ص:۳۰۰، ۳۰۱، کتاب الطلاق باب الکنایات) (ومثله فی خیر الفتاویٰ، ج:۵، ص:۲۰۹)

والد صاحب کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے؟

س:...... ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوچکا ہے، والد صاحب کا ایک مکان جو کہ ۷۰ لاکھ روپے میں فروخت ہوا ہے۔ ورثا میں کل چھ افراد ہیں: تین بیٹے، دو بیٹیاں اور ایک بیوہ۔ والدہ صاحبہ کا کہنا ہے کہ مذکورہ رقم کی تقسیم شرعی اعتبار سے کرنا ہے، آپ سے التماس ہے کہ ہماری رہنمائی فرمائیں۔

ج:...... صورتِ مسئولہ میں مرحوم کے کل ترکہ کو ۶۴ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے ۸ حصے بیوہ کو، ۷، ۷ حصے ہر ایک بیٹی کو اور ۱۴، ۱۴ حصے ہر ایک بیٹے کو ملیں گے۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۰ — ۷ تا ۱۳ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اگست ۲۰۲۱ء — شمارہ: ۳۱

اس شمارے میں!

تحریک پاکستان کو مسخ کرنے کی قادیانی سازش	۴	محمد اعجاز مصطفی
سیدنا امام حسینؓ... حیات طیبہ کے درخشاں پہلو	۶	مولانا محمد قاسم
ائمہ مساجد اور اصلاح معاشرہ....(۲)	۹	مولانا عبد المتین، کراچی
دینی جدوجہد کے ناگزیر تقاضے....	۱۲	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
عقیدۂ ختم نبوت... قرآن وحدیث کی روشنی میں	۱۴	پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ
نواسۂ رسول اور جگر گوشۂ بتولؓ	۱۸	مولانا محمد معراج حسامی
مولانا قاری محمد یوسف بہاولپوری	۲۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی تبلیغی اسفار	۲۳	۔ ۔ ۔ ۔

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبد اللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

سر ظفر اللہ خان، قومی ہیرو؟

تحریک پاکستان کو مسخ کرنے کی قادیانی سازش!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

جب سے تحریک انصاف حکومت میں آئی ہے، اس وقت سے قادیانیوں کی سازشیں کچھ زیادہ ہی بڑھ گئی ہیں، حالات یہاں تک پہنچ گئے کہ اب تحریک پاکستان اور نظریہ پاکستان کو مسخ کرنے اور اسے دفن کرنے کی ریشہ دوانیاں حکومتی سطح پر کی جارہی ہیں۔اس بارہ میں راقم الحروف کچھ لکھنے کا ارادہ رکھتا تھا، لیکن جب ۱۰ر اگست ۲۰۲۱ء کا روزنامہ امت کا اداریہ پڑھا تو اس میں وہ سب کچھ تھا جو راقم الحروف کے لکھنے کا ارادہ تھا، اسی لئے اسی اداریہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔چنانچہ روزنامہ امت کے اداریہ میں لکھا ہے کہ:

”حکومت پاکستان کے سرکاری سوشل میڈیا اکاؤنٹ سے رواں ماہ کی تین تاریخ کو ایک ٹیوٹ کیا گیا، جس میں پاکستان کے دوسرے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کو قومی ہیرو قرار دے کر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ساتھ میں پہلی بار یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ قرارداد لاہور کے مصنف سر ظفر اللہ خان تھے۔کہنے کو تو چند الفاظ پر مبنی یہ ایک بے ضرر سا ٹوئٹ ہے، لیکن واقفان حال جانتے ہیں، اس کے پیچھے بہت بڑا طوفان چھپا ہوا ہے۔اسی لئے دینی طبقے اس حرکت پر سخت تشویش کا شکار ہیں۔کیونکہ سر ظفر اللہ خان ایک سکہ بند پکے قادیانی تھے اور قادیانیوں کے بارے میں اہل وطن کی حساسیت شاید حکمرانوں کو بھی معلوم ہے۔اس لئے علماء کرام اور دینی رہنماؤں نے اس بھونڈی حرکت پر سخت ردِ عمل کا اظہار کیا ہے، جبکہ سوشل میڈیا پر بھی اس پر خوب تنقید ہورہی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا جارہا ہے کہ فوراً اس ٹوئٹ کو ہٹا کر وضاحت جاری کی جائے۔مگر ایک ہفتہ گزرنے کے باوجود یہ ٹوئٹ سرکاری اکاؤنٹ پر بدستور موجود ہے۔جس کے نیچے ہزاروں صارفین نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے اور مسلسل کر رہے ہیں، لیکن حکومت ٹس سے مس نہیں ہورہی ہے۔اس لئے بہت سے ناقدین کو بھی موقع مل رہا ہے جو تحریک انصاف کو قادیانیت نواز قرار دیتے رہے ہیں۔ٹیوٹر کے ساتھ آفیشل فیس بک پیج میں بھی ظفر اللہ خان سے متعلق مذکورہ مواد اپ لوڈ کیا گیا ہے۔اس فیس بک اور ٹیوٹر کا نام گورنمنٹ آف پاکستان ہے اور اس پر حکومت پاکستان کا مونوگرام بھی لگا ہوا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ظفر اللہ خان کو قرارداد پاکستان کا مصنف قرار دے کر تاریخ کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے، لیکن یہ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا گیا ہے تاکہ قادیانیوں کے خلاف نرم گوشہ پیدا کیا جائے اور انہیں وطن عزیز کے دشمن کے بجائے دوست و محسن باور کرایا جائے۔یہ بھونڈی کوشش بانیان پاکستان کی روحوں کے ساتھ بھی سنگین مذاق ہے۔یہ کوئی ہزاروں یا لاکھوں برس پرانی بات نہیں ہے۔پچھلی صدی کی چوتھی دہائی کی بات ہے، جب قرارداد لاہور کے لئے سو مفکرین نے اپنی تجاویز پیش کی تھیں۔قائد اعظم نے ان کا نچوڑ نکالا اور وزیر اعلیٰ بنگال میاں فضل الحق چیف نے یہ قرارداد پیش کی۔اس قرارداد کو مرتب کرنے والوں میں چوہدری خلیق الزماں، نواب محمد اسماعیل خان، نواب بہادر یار جنگ، اے کے فضل الحق، سردار عبدالرب نشتر، عبداللہ ہارون، قاضی محمد عیسیٰ اور خواجہ ناظم

الدین شامل تھے اور اس کمیٹی کے سربراہ قائداعظم محمد علی جناح تھے، جبکہ مسٹر ظفراللہ خان کا اس میں کوئی تذکرہ تاریخ میں نہیں ہے، بلکہ یہ تو وہی شخص تھا، جس نے قائداعظم محمد علی جناح کے جنازے کے موقع پر موجود ہونے کے باوجود ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ جب ان سے سوال ہوا کہ بانیٔ پاکستان کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی؟ تو انہوں نے بڑی ڈھٹائی سے کہا کہ مجھے ایک اسلامی ملک کا کافر وزیر سمجھ لیں یا کافر ملک کا مسلمان وزیر۔ سردار شوکت حیات نے اپنی کتاب ''گم گشتہ قوم'' میں لکھا ہے، قرارداد لاہور دراصل ان کے والد سردار سکندر حیات نے لکھی تھی، مگر منٹو پارک میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس سے چند روز قبل پولیس تصادم میں متعدد خاکساروں کی ہلاکت کے باعث لاہور کے حالات کشیدہ تھے، اس لئے سردار سکندر حیات کی جگہ مولوی فضل الحق نے قرارداد لاہور پیش کی۔ عاشق حسین بٹالوی کی کتاب ''ہماری قومی جدوجہد'' کے مطابق قرارداد لاہور کا مسودہ نواب ممدوٹ کی کوٹھی پر لکھا گیا، جس کی ترتیب وتدوین میں قائداعظمؒ، سردار سکندر حیات، ملک برکت علی اور نواب اسماعیل خان نے حصہ لیا۔ معروف دانشور مرزا سرفراز حسین کے بقول لفظ پاکستان کے خالق چوہدری رحمت علی مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں قرارداد لاہور پیش کرنے کی خواہش رکھتے تھے اور اسی مقصد کے لئے مارچ ۱۹۳۹ء میں انگلستان سے واپس آئے تھے۔ اس طرح پاکستان کی تاریخ سے متعلق درجنوں مستند کتابوں کا حوالہ دیا جاسکتا ہے، بلکہ بعض مورخین نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ظفراللہ خان قیام پاکستان کے ہی مخالف تھے، مگر پھر بھی قائداعظم نے انہیں پہلا وزیر خارجہ کیوں بنایا؟ تو یہ انگریز عیار کا اصرار تھا اور اس وقت قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں کھل کر سامنے بھی نہیں آئی تھیں۔ بہرحال یہ تاریخی حقیقت ہے کہ ظفراللہ خان کا قرارداد پاکستان میں کوئی کردار نہیں ہے۔ وہ قادیانی ہونے کے ناطے انگریز کے وفادار تھے۔ انگریز نے ہی انہیں ''سر'' کا خطاب دیا تھا۔ وہ مسلم لیگ میں برٹش اسٹیبلشمنٹ کے نمائندے تھے اور اجلاسوں کی مخبری کیا کرتے تھے۔ پاکستان کو امریکی گود میں ڈالنے کا کارنامہ انہوں نے ہی سرانجام دیا، جبکہ اقوام متحدہ میں کشمیر کا مقدمہ ایسے انداز سے پیش کیا کہ یہ مسئلہ اب تک حل نہ ہوسکا۔ ظفراللہ خان پر لکھی گئی مستقل کتب میں وطن عزیز کے لئے ان کی ''خدمات'' کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ مگر اس سب کے باوجود موجودہ حکومت کی جانب سے ایسے شخص کو قومی ہیرو قرار دینا نہایت خوفناک منصوبے کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ جو شخص بانیٔ پاکستان کو ذومعنی الفاظ میں کافر تک کہنے کی جسارت کرے وہ سخت ترین سزا کا مستحق ہے نہ کہ اعزاز وتوقیر کا۔ یہ کوئی معمولی غلطی یا کتابت کا سہو نہیں۔ سخت ترین ردِعمل اور اہل قلم کی جانب سے اصل صورت حال کو واضح کئے جانے کے باوجود سوشل میڈیا سے اس متنازعہ ٹوئٹ اور پوسٹ کو ڈیلیٹ نہ کرنا حکومتی عزائم کی عکاسی کرتا ہے۔ وزیراعظم عمران خان ریاست مدینہ کا نام تو لیتے ہیں، لیکن ان کی حکومت میں سرکار مدینہ کے باغیوں کو قومی ہیرو قرار دینا ان کے اس دعوے کو کھوکھلا ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ امید ہے کہ وہ اس معاملے میں حساسیت ونزاکت کو سمجھتے ہوئے اس پر فوری ایکشن لیں گے، اور یہ سوشل میڈیا اکاؤنٹ جو شخص آپریٹ کرتا ہے وہ لازماً قادیانی یا ان کا ہمنوا ہوگا۔''

(روزنامہ امت کراچی، ۱۰/اگست ۲۰۲۱ء)

حکومت کو چاہئے کہ وہ اس بات کا نوٹس لے کہ ادارہ میں گھسے ہوئے کس قادیانی یا قادیانی نواز نے یہ شرارت کر کے مملکت پاکستان کی تاریخ کو داغدار کر کے قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر حکومت اس بات کا نوٹس نہیں لیتی اور اس قومی مجرم کو بے نقاب کر کے اسے قانون کے مطابق سزا نہیں دیتی تو سمجھا جائے گا کہ حکومت خود ظفراللہ قادیانی کو قومی ہیرو بنانے کی کوشش میں ملوث ہے اور حکومت کے خلاف تحریک پاکستان کو مسخ کرنے اور قادیانیوں کو پروموٹ کرنے کی بنا پر جب عوامی تحریک چلے گی تو حکومت کے لئے مزید مشکلات کھڑی ہوجائیں گی۔ حکومت کے لئے حالات پہلے بھی سازگار نہیں، اس لئے ہم خیرخواہانہ طور پر کہتے ہیں کہ حکومت اپنے لئے مسائل پیدا نہ کرے اور قادیانیوں کو لگام دے اور اس قومی مجرم کو بے نقاب کر کے قانون کے مطابق اسے سزا دے، تاکہ کوئی عوامی ردعمل پیدا نہ ہو۔ امید ہے حکومت پاکستان جلد اس پر عمل درآمد کر کے پاکستانی عوام کو مطمئن کرے گی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

نوجوانانِ جنت کے سردار

سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

حیاتِ طیبہ کے درخشاں پہلو!

مولانا محمد قاسم، کراچی

اس کرۂ ارض کو جب سے انسان نے اپنے وجود سے آباد کرنا شروع کیا ہے، تب سے اپنی تاریخ اور حالات بھی مختلف طریقوں سے جمع کرنے لگا ہے۔ تاریخ مرتب کرنے اور حالات اکٹھا کرنے کا مقصد جہاں اپنا تذکرہ باقی رکھنا ہوتا ہے، وہیں اپنی قوم اور دور کے بڑے انسانوں، محبوب شخصیات اور عظیم لوگوں کو خراجِ تحسین پیش کرنا اور ان کے کارناموں کو یاد کرکے ان کی محبت کے دیے اپنے دلوں میں روشن رکھنا بھی ایک عظیم اور اہم مقصد ہے۔ چنانچہ مجسمہ سازی اور بت تراشی ہونے لگی اور لوگ اپنے زمانے کے عظیم انسانوں کے چھوٹے بڑے بت، مورتیاں اور مجسمے بنا کر انہیں یاد کرنے لگے، مگر ظاہر ہے کہ یہ چیز انہیں بت پرستی اور شرک کی طرف لے گئی اور وہ ان انسانوں کو مافوق الفطرت، دیو مالائی طاقتیں تصور کرکے اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کے لئے انہیں کو پکارنے لگے اور شیطان نے انہیں یہ بات سجھادی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں شریک ہیں (العیاذ باللہ) لہٰذا براہِ راست خدا کی بارگاہ میں سربسجود ہونے کی بجائے ان شریکوں کو پکار لیا کرو۔ یہ بگاڑ جب شروع ہوا تو بڑھتے بڑھتے انسان کو اس کے رب سے دور لے گیا، نتیجتاً انسان نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جانے والے پیغمبروں کی تکذیب کی اور غضب الٰہی کا شکار ہوکر یہ خدافراموش قومیں صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں۔

اسلام جو دنیا میں اللہ وحدہ لاشریک کی توحید کا ڈنکا بجانے اور خداشناس معاشرہ تشکیل دینے کے لئے آیا ہے، اس نے مجسمہ سازی، بت تراشی اور مورتیاں بنانے، انہیں گھروں یا دوسری جگہوں پر سجانے سے تو روک دیا لیکن قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے پچھلی قوموں کے احوال بیان فرماکر، نیک لوگوں کا تذکرہ کرکے، سبق آموز اور عبرت انگیز واقعات سنا کر انسانیت کے ان عظیم ستاروں کی روشنی ضرور باقی رکھی جو ہر دور میں انسانی تاریخ پر اپنے اَن مٹ نقوش چھوڑتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر نیک لوگوں کا ذکر ملتا ہے، جو دلیل ہے اس بات کی کہ ہم اپنے ان محسنوں کا بار بار تذکرہ کرکے ان کی حیات طیبہ سے اپنے ایمانوں کو جلا بخش سکتے ہیں۔ پھر یہ قرآن کریم، جو ہمارے آقا ومولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے، خود آپ کی ذات بابرکات کے بارہ میں رطب اللسان ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا" (الاحزاب:۲۱)

ترجمہ: "البتہ تحقیق ہے تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عمل میں اچھا نمونہ، یعنی اس شخص کے لئے جو امید رکھتا ہو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی اور روزِ قیامت کے آنے کی اور ذکر کرتا ہو اللہ کا بہت۔"

(ترجمہ از تنویر البیان بانوار القرآن)

> قرآن کریم میں انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر نیک لوگوں کا ذکر ملتا ہے، جو دلیل ہے اس بات کی کہ ہم اپنے ان محسنوں کا بار بار تذکرہ کرکے ان کی حیات طیبہ سے اپنے ایمانوں کو جلا بخش سکتے ہیں

قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لئے ’’اسوۂ حسنہ‘‘ قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول اور ہمارے مقتدا وپیشوا ہیں۔ قرآن کریم، اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ دین اسلام، آخری دین آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ آپ کے ارشادات وفرمودات ’’احادیث نبویہ‘‘ کہلائے اور امت کے لئے قرآن کریم کے بعد دین کا دوسرا اہم ماخذ قرار پائے۔ چنانچہ ہمارے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اصل اور بنیاد ہیں، آپ کی محبت وعظمت اور عقیدت واحترام ہی ہمارا سرمایۂ ایمان ہے۔ ہمارے مخدوم وشیخ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے امیر شریعت، بانی وامیر اول عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت اقدس سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ کا مقولہ نقل فرمایا ہے: ’’یہ تو میرے میاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کمال تھا کہ آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور یہ میرا کلام ہے۔ ورنہ ہم نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، جن کے سامنے قرآن اترا اور انہی کے واسطے سے ہم تک پہنچا، نے) تو دونوں کو ایک ہی زبان سے صادر ہوتے ہوئے سنا تھا۔‘‘ پس معلوم ہوا کہ ہمارے لئے تو اصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہر چیز کو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نسبت وتعلق سے دیکھتے ہیں۔

اسی نسبت نبوی اور قرابت محمدی کی بنا پر ہم جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرتے ہیں، ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام اور اہل بیت اطہار کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یوں بھی سلف سے منقول ہے: ’’عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ‘‘ یعنی: نیک لوگوں کے تذکرہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا ذکر کرنا رحمت الٰہی کا موجب وباعث ہے اور یہ ذکر کرنے والے، اسے سننے یا پڑھنے والے اور اس میں کسی بھی طرح شمولیت اختیار کرنے والے رحمت الٰہی کی برسات میں بھیگتے ہیں اور اپنی خطاؤں کو دھوڈالتے ہیں۔ پھر جب ذکر ہو ان نیک ہستیوں کا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ومعیت، نسبی وصلبی رشتہ اور جسمانی وروحانی تعلق حاصل ہو تو اس تذکرہ کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے اور رحمت الٰہی کا نزول موسلا دھار بارش کی طرح ہونے لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نوع انسان کو اپنے پہلے نبی سیدنا آدم علیہ السلام کے وجود سے مشرف فرمایا، پھر اولادِ آدم میں سے بہترین لوگوں کے اندر اپنے خلیل سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بڑے فرزند سیدنا حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام سے عرب کا سلسلہ چلا ہے۔ انہی عرب میں قبیلہ قریش کو سیادت وقیادت اور وجاہت حاصل تھی۔ قبیلۂ قریش کی شاخ بنو ہاشم اپنی گوناگوں صفات مثلاً: بیت اللہ کی خدمت، عدالت وانصاف، بلندیٔ ہمت اور عظمتِ کردار، سخاوت وشجاعت، کمزوروں اور ضعیفوں پر رحم وشفقت، اخلاق وشرافت اور حمیت دینی وغیرہ سے متصف تھے۔ بنو ہاشم کے سردار، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد جناب ہاشم کا اصل نام عمر تھا۔ آپ کو ہاشم کہنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک مرتبہ جب مکہ مکرمہ میں قحط پڑا تھا تو جناب ہاشم نے تمام لوگوں کو شوربے میں روٹی چورا کر کے کھانا کھلایا تھا۔ عربی میں ’’ہشم‘‘ کا معنی چورا کرنا ہے اور ’’ہاشم‘‘ کا مطلب ہے: چورا کرنے والا۔ جناب ہاشم اپنی فہم وفراست، ذکاوت وذہانت، خدمت شعاری اور دریادلی کی وجہ سے حجاز میں معروف ومقبول تھے اور آپ کو سیاسی ومذہبی قائد سمجھا جاتا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے بڑے بیٹے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب آپ کے جانشین بنے اور صفات بالا میں اپنے والد کا پرتو ثابت ہوئے۔ جناب عبدالمطلب کے کئی بیٹے تھے، جن میں حضرت عبداللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی قدر ہیں۔ آپ کا انتقال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل ہی عین نوجوانی میں ہوگیا تھا۔ چنانچہ دادا عبدالمطلب کے وصال کے بعد آپ کے دوسرے بیٹے جناب ابوطالب سردار ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش، آٹھ برس کی عمر سے نکاح ہونے تک، چچا ابوطالب ہی کے گھر ہوئی، جناب ابوطالب اپنے انتقال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پشت پناہ رہے اور دین اسلام کے لئے آپ کی بے شمار خدمات رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اول، اسلام کی پہلی خاتون ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اولاد ہوئی، ان میں سب سے چھوٹی اور آپ کی چہیتی ولاڈلی صاحبزادی، سیدۃ النساء، خاتون جنت سیدہ بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں، جن کا نکاح جناب ابوطالب کے فرزند، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور بچپن سے آپ کی پرورش میں پلنے بڑھنے والے، کم عمری میں اسلام لانے میں سبقت کرنے والے، اسلام کے چوتھے خلیفہ راشد سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے فرزند اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم نواسے اور آپ

کے بیٹے، شہید کربلا سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں، جن کے معطر تذکرہ سے اپنے ایمان کی روح کو خوش کرنا ہر مسلمان اپنی سعادت سمجھتا ہے۔

شہید کربلا سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس حسین سلسلۃ الذہب کی سنہری کڑی ہیں، جس کے آفتاب و ماہتاب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اپنے خاندان اور آباء و اجداد کی عظمت اور پاکیزگی و طہارت کے بارہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں پیدا فرمایا، پھر اس مخلوق کے مزید دو گروہ بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں پیدا فرمایا، پھر ان لوگوں کے قبیلے بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں پیدا فرمایا، پھر ان کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے ان لوگوں میں سے کیا جو گھر اور ذات کے اعتبار سے ان سب سے بہتر ہیں۔" (سنن الترمذی:۵/۵۲۴)

ایک اور حدیث شریف میں ارشاد نبوی ہے: "اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ بنایا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو) فضیلت دی۔" (مسلم شریف:۱/۲۴۵)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مسالک الحنفاء" میں یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں پاک لوگوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔" ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد اپنے زمانوں کے سب سے بہترین اور نیک لوگ تھے، خصوصاً آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب اور والدین شریفین حضرت عبداللہ اور سیدہ بی بی آمنہ کے بارہ میں جو تذکرہ ملتا ہے وہ کفر و شرک سے پاک ہے اور کہیں بھی ان حضرات کے بت پرستی میں مبتلا ہونے کی کوئی روایت نہیں ملتی۔ یہی سلسلۂ نسب سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہے جو بتصریح نبوی: "عورت کی اولاد اپنے عصبہ کی طرف منسوب ہوتی ہے سوائے حضرت فاطمہؓ کے دو بیٹوں (حسنؓ، حسینؓ) کے، میں ان دونوں کا ولی اور عصبہ ہوں۔" (طبرانی کبیر:۲۶۳۲)

نیز کئی روایات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ کو اپنے اہل بیت اور آل میں سے قرار دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسنین کریمینؓ کو ہمیشہ اپنے بیٹے فرمایا کرتے تھے، چنانچہ علامہ آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں بیٹی سے نسل جاری ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت بتلایا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب اپنے والد گرامی قدر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب بن عبدالمطلب سے ہوتا ہوا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد بزرگوار جو سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بھی آباء و اجداد ہیں، ہر دور میں نیک اور پاک لوگ رہے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہونا، سیّدنا علیؓ و سیّدہ فاطمہؓ کا بیٹا ہونا یہ بلاشبہ بہت بڑی سعادت اور عظیم اعزاز ہے جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔

سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے جو مبارک اوصاف اور پاکیزہ صفات ودیعت فرمائے تھے، جن کا ذکر آگے آئے گا، اگر یہ سب بالفرض نہ بھی ہوتے تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہونا ہی سب سے بڑا اعزاز و اکرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت رہی ہے کہ آپ ہمیشہ نیک لوگوں کی اولاد کی قدردانی فرماتے ہیں، چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ الکہف میں جہاں حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ منقول ہے کہ انہوں نے ایک انجان بستی میں وہاں کے لوگوں کی بد خلقی کے باوجود ان کی ایک گرتی ہوئی دیوار کو ٹھیک کیا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوال پر حضرت خضر علیہ السلام نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی تھی کہ درحقیقت اس دیوار کے نیچے ایک خزانہ مدفون ہے جو دو یتیم بچوں کا ہے اور ان بچوں کے والدین نیک لوگ تھے: "وکان ابوهما صالحا" (الکہف:۸۲) اگر یہ دیوار گر جاتی تو وہ خزانہ لٹیروں کے ہاتھ لگ جاتا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ ہوا، چنانچہ ان بچوں کے آباء و اجداد کی نیکی کی قدردانی اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی کہ اپنے نمائندے حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعہ اس خزانہ کی حفاظت فرما دی تاکہ جب وہ بڑے ہو جائیں تب اسے استعمال میں لا سکیں۔

جب عام نیک لوگوں کی نیکی کی قدردانی اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں تو کائنات کے سب سے نیک انسان افضل البشر، امام الانبیاء، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت، آل اولاد، عترت اطہار میں سے عظیم نواسۂ رسول سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا!

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

(جاری ہے)

ائمہ مساجد اور اصلاح معاشرہ

اہمیت، ضرورت اور لائحہ عمل

مولانا عبدالمتین لیاری کراچی

گزشتہ سے پیوستہ

درس حدیث موضوعاتی:

اس میں احادیث کے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے جو اس وقت کی مخصوص ضرورت کی طرف متوجہ کرتی ہوں جیسے میڈیا میں ٹاک شوز رکھے جاتے ہیں اور ان میں کسی ایک عنوان پر تبادلہ خیال کیا جاتا ہے جسے عام لوگ بہت ہی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سنتے ہیں اور میڈیا ہمیشہ ایسے مسائل کی طرف متوجہ کرتا ہے جن سے عام لوگوں کا واسطہ زیادہ پڑتا ہے اور افسوس ہے کہ اس عنوان پر کی جانے والی مکمل بات مادی تناظر میں کی جاتی ہے اور اس سے متعلق کوئی شرعی رہنمائی کا گمان بھی نہیں کیا جاتا۔ ایسے موقع پر ائمہ حضرات عوام الناس کو ان مسائل سے متعلق شرعی رہنمائی فراہم کریں۔

درس فقہ:

فقہ قرآن وحدیث کے فہم کا نچوڑ اور فقہ میں ان تمام عملی پہلوؤں کا تفصیلی تذکرہ ہے جن کا تعلق ہماری روزمرہ کی زندگی سے ہے جس میں طہارت سے لے کر جنائز اور خرید وفروخت سے لے کر وصیت تک کی تفصیلی ہدایات ہیں جن سے آج ہماری قوم بے خبر ہے اور وہ ائمہ سے دوچار مسائل پوچھ کر بقیہ تمام تفصیلات کے لئے رسم و رواج اور عدالتوں کا رخ کرتے ہیں جو ان کی درست رہنمائی تو دور الٹا ان کو مالی بحران کا شکار کر دیتے ہیں۔ ایسے میں ائمہ مساجد درد دل کے ساتھ ان کے سامنے ان تفصیلات کو حکمت ،بصیرت اور ضرورت کے مطابق پیش کریں۔

درس سیرت:

سیرت کتب حدیث کا ایک دلچسپ اور تاریخی پہلو ہے جس کی آج کے مادی دور میں ضرورت بڑھتی جارہی ہے؛ کیونکہ تاریخ ایک ایسا فن ہے جو اقوام کو اپنے ماضی سے سبق سیکھ کر زندگی گزارنے کا درست راستہ سمجھاتا ہے اور اپنی تراث سے جڑے رہنے کا حوصلہ پیدا کرتا ہے۔ ضروری ہے کہ امت کو اس کی عظیم اور لاثانی تاریخ سے جوڑا جائے تاکہ بدگمانی اور مایوسی کا موقع ہی پیدا نہ ہوسکے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے درج ذیل ترتیب بہت مفید رہے گی:

۱- درس سیرت النبی...،۲- درس سیرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم،۳- درس سیرت محدثین وفقہاء،۴- درس سیرت اصحاب دعوت و عزیمت۔

درس حفظ حدیث:

چونکہ احادیث کے کلمات نہایت بابرکت ہوتے ہیں لہٰذا جوامع الکلم کے اسلوب میں جتنی احادیث ہیں ان کے حفظ کا اہتمام کرایا جائے؛ تاکہ احادیث کے ساتھ والہانہ شوق ومحبت کے تار مزید مضبوط ہوجائیں۔ اس کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ کی ''جوامع الکلم'' نامی کتاب سے خوب مدد لی جاسکتی ہے۔ جس سے روزانہ ایک حدیث بہ آسانی یاد کر کے سنائی جاسکتی ہے۔

درس حدیث مختصر:

اس طرح کے دروس بہت مختصر مگر بیحد مفید ثابت ہوتے ہیں اور بہت جلد ذہن نشین ہوجاتے ہیں اور ان کے لئے نہ زیادہ وقت صرف ہوتا ہے نہ زیادہ محنت جب کہ نتائج کے اعتبار یہ درسی انداز نہایت موثر ثابت ہوتا ہے۔

دروس کی تیاری:

۱- دروس کے حوالے سے یہ بات ذہن نشین رہے کہ دروس کی تیاری میں بھرپور مطالعہ اور تحقیق سے کام لیا جائے، کوئی بات بلاتحقیق بیان نہ کی جائے۔

۲- وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھا جائے اگر آپ کا وقت ۸ بجے شروع ہوتا ہے تو یہ نہ دیکھا جائے کہ مجمع کتنا ہے؛ بلکہ اگر صرف دو مخلص نمازی موجود ہوں تب بھی درس پورے ۸ بجے شروع کیا جائے اور درس کے ختم ہونے کا وقت ۸:۳۰ ہے تو بروقت ختم کیا جائے (چاہے اس دوران جم غفیر ہی جمع کیوں نہ ہو) اس طرح سامعین کو ہمیشہ اس بات کا اطمینان رہے گا کہ ہم سے زیادہ وقت نہیں لیا جارہا اور اس طرح وہ درس میں بروقت حاضری کا اہتمام کر پائیں گے اور

مستقل شرکت کے خواہش مند رہیں گے اور اگر اوقات کی پابندی نہ کی گئی تو بہت سے شائقین بھی مستقل شرکت کے اہل نہیں بن سکیں گے؛ بلکہ وہ ہمیشہ شش وپنج کا شکار رہیں گے کہ نہ جانے ہمیں کس وقت تک مصروف رکھا جائے گا اور اس طرح اگلی بار ان کی مجبوری ان کے جذبے پر غالب آجائے گی اور وہ غیر حاضر رہے گا، اس طرح سے نہ وہ اپنا معمول ترتیب دے پائے گا اور نہ ہی دروس میں جاری مستقل سلسلوں کو ٹھیک سے سمجھ پائے گا۔

۳- جو ساتھی درس میں غیر حاضر ہوں ان سے حال احوال کے ساتھ درس میں غیر حاضری سے متعلق بھی پیار سے تنہائی میں پوچھا جائے؛ کیونکہ اس طرح کے درس میں بروقت اور مستقل حاضری ضروری ہوتی ہے ورنہ ادھوری بات ادھوری سمجھنے سے نقصان رہے گا۔

یہ تمام کام یقیناً وقت طلب اور دیرپا ہے اور بھرپور مستقل مزاجی اور عزیمت کا راہی بنے بغیر بہت مشکل ہے؛ البتہ ائمہ اس کام کو مضبوط کرنے کے لئے اپنے علاقے میں موجود دیگر فضلاء کی خدمات بھی لے سکتے ہیں، اس طرح ان میں تجربہ، مطالعہ، تحقیق اور دعوت کا جذبہ پیدا ہوگا۔

۴- تزکیہ

مقاصد بعثت میں سے ایک اہم اور تمام مقاصد پر اثر انداز ہونے والی شق ''تزکیہ کا عمل'' ہے، جسے ہم اپنی زبان میں تربیت کا نام دیتے ہیں اور تزکیہ کا عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ کام کو درست نیت اور درست جگہ، بروقت اور درست طریقے سے انجام دینے کا کیا طریقہ ہے۔

انسانی جسم چونکہ ظاہری گوشت پوست کا نام نہیں؛ بلکہ اس کی تکمیل روح سے مل کر ہوتی ہے اور یہ تکمیل انسان کے ظاہر وباطن دونوں کو اصلاح کے عمل سے گزارتی ہے۔ جس طرح ظاہر بیمار ہوتا ہے اسی طرح باطن کو بھی بیماری لگتی ہے۔ اگر باطن بیمار ہے تو ظاہر کی درستگی کسی کام نہیں آتی۔ تزکیہ دراصل انسانی جسم میں موجود اسی روح کی تربیت کا عمل ہے اور اسی کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب کو مجلّی و مصفی فرمایا جس کے بعد ان کے لئے دنیا کی حقیقت اور آخرت کی اہمیت کو سمجھنا آسان ہوگیا تھا۔

تربیت کا یہ عمل امت میں طویل زمانہ تک جاری رہا جس کے ذریعے علماء وصلحاء کی ایک بڑی جماعت تیار ہوئی جس نے اپنے معاشرے کے عام فرد سے لے کر وقت کے حکمرانوں تک اصلاح کا پیغام پہنچایا۔ اسی فارمولے کو استعمال فرما کر ریاستی ظلم و جبر کو قابو کیا اور یہی اصحاب عزیمت تھے جنہوں نے وقت کی جابر تحریک تاتاریوں کو بھی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔ اسی طرح مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کی مساعی بھی ہمیں اسی جانب متوجہ کرتی ہیں جنہوں نے اپنے وقت کی بڑی بڑی طاقتوں پر محنت فرمائی جس کا صلہ آج تک ہم دیکھتے آرہے ہیں۔

بہت افسوس کے ساتھ ماننا پڑے گا کہ امت میں تزکیہ کا عمل جب تک ترجیحی بنیادوں پر جاری رہا تب تک ہمارے معاشرے کے ہر فرد میں امانت وصداقت کے آثار موجود رہے؛ لیکن جب سے ہماری ترجیحات بدل گئیں اور ہم نے نہ اپنی اصلاح کی جانب توجہ کی اور نہ ہی اپنے معاشرے کی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج معاشرہ بدترین صورت حال سے دوچار ہے۔ جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ امت اس تصور دین کو ماننے کو ہی تیار نہیں جو دین اسلام کا اہم تصور ہے۔ تزکیہ کا عمل نہ ہونے کے برابر ہے والدین، اساتذہ، سرپرست اور حکمران سب کے سب مادی وسائل کے جمع کرنے پر زور دے رہے ہیں؛ حالانکہ آپ علیہ السلام کا واضح فرمان ہے:

''کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ۔'' (مسلم)

ترجمہ: ''تم میں سے ہر شخص حکمران ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔''

جس کا تقاضا یہ تھا کہ یہ تمام ذمہ دار اپنے ماتحتوں کی نگرانی وتربیت کا خاص اہتمام کرتے۔

تزکیہ اور اصلاح معاشرہ:

ضرورت ہے کہ ائمہ مساجد اپنے تمام مقتدیوں کا تزکیہ اور ان کی تربیت کے لئے فکرمندی کا مظاہرہ فرمائیں اور اس کے لئے ''کتاب الاخلاق'' سے خاص طور پر مدد لی جائے؛ کیونکہ اس میں آپ علیہ السلام نے تمام اخلاقی اقدار کو نہایت ہی خوبی اور جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اخلاقیات کی تمام تفصیلات نہایت حسین پیرائے میں ذکر فرمائی ہیں، جن کی آج امت کے ہر فرد کو ضرورت ہے۔

اخلاقی جرائم اور اصلاح معاشرہ:

اخلاقی برائیوں کی طرف نظر کی جائے تو جھوٹ، فریب، دھوکہ، خیانت، تکبر، ظلم، فحاشی، حسد، بدگمانی اور غیبت وغیرہ ان میں سے بیشتر عیوب ہمارے اندر موجود ہیں۔ ان مہلک بیماریوں کے شکار ہر جگہ موجود ہیں۔ سوال یہ ہے خیانت کے مرض کا شکار کسی فرد کو ادارے کا رکن یا

سربراہ بنایا جا سکتا ہے؟ رشوت کا عادی ملازم لوگوں کی خدمت کرے گایا ان کا جینا دوبھر کردے گا؟ انصاف سے عاری جج صاحب اور جھوٹا وکیل ہمارے کس کام کا؟ والدین کے حقوق سے ناواقف بگڑی ہوئی اولاد کیا گل کھلائے گی؟ فحاشی میں مبتلا نوجوان قوم کو کیا مستقبل فراہم کرے گا؟ حسد، بدگمانی اور غیبت میں مبتلا لوگ دفاتر کا کیا ماحول بنائے گا؟ تکبر میں مبتلا حکمران اپنی رعایا کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟ یہ وہ گنتی کی چند اخلاقی برائیاں ہیں جس کا ہمیں قدم قدم پر سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لہٰذا جب تک تزکیہ اور تربیت کے عمل میں تیزی لا کر ان کو دور نہ کیا گیا تو یہ برائیاں بڑھتی چلی جائیں گی،اللہ نہ کرے اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ہمارے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں جینا مشکل ہوجائے گا۔

لہٰذا ائمہ کے پاس بہترین موقع ہے کہ وہ امت کی تربیت کریں، ان کا نمازی کسی ایک طبقے سے تعلق نہیں رکھتا؛ بلکہ ان کے نمازیوں میں مزدور، طالب علم، وزیر، حکمران، اساتذہ، سرکاری و غیر سرکاری ملازمین، افسر، پولیس، فوجی، قانون دان، سیاست دان، دکاندار، تاجر، اور بے روزگار سب شامل ہیں۔ جب ان کے سامنے قرآن وحدیث کی واضح ہدایات پیش کی جائیں اور ساتھ ساتھ انہیں فکر مند کیا جائے کہ وہ ان ہدایات کو اپنے عملی ماحول میں اپنانے کی کوشش شروع کریں۔ اس طرح وہ ایک صاحب ایمان کا کردار ادا کرسکیں گے اور اپنے قول وفعل میں صداقت وامانت کے ساتھ ایک مثالی گھرانہ، مثالی معاشرہ اور ایک مثالی ریاست کا نمونہ پیش کریں گے،ان شاءاللہ!

دیرینہ کہ اندھیر:

اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ یہ تمام باتیں اس وقت اثر انداز ہوں گی جب ائمہ مساجد اپنی اصلاح کا عمل بھی مستقل جاری رکھیں گے۔ نیز اپنے مقتدیوں کی بھرپور نگرانی کریں گے،اس لئے ضروری ہے کہ وہ فقط وعظ سنا کر مصافحہ پر خاتمہ نہ کریں ورنہ ”نشستند، گفتند، برخاستند“ کا مصداق بن جائیں گے؛ بلکہ انفرادی طور پر احوال لئے جائیں مثلاً ایک وکیل سے پوچھا جائے کہ جھوٹ پر کتنا قابو پایا؟ ملازم سے پوچھا جائے کہ رشوت پر کتنا کنٹرول ہوا؟ وغیرہ۔ ائمہ مساجد جب مذکورہ بالا امور کا اہتمام کریں گے تو ان کے فکر وعمل اور محنت کے ثمرات نظر آنا شروع ہوجائیں گے۔ اس حوالے سے ایک بات سمجھنا بہت ضروری ہے کہ بعض اوقات ہم ایک مہینہ جان توڑ محنت کرتے ہیں اور نتیجہ ہاتھ نہ آنے کی صورت میں مایوسی کا شکار ہو کر محنت کم کر دیتے ہیں یہ جلد بازی والی بات ہوجائے گی۔ دنیا میں آج تک جتنے بھی کامیاب تجربات ہوئے ہیں وہ طویل المیعاد رہے ہیں۔ لہٰذا کم ازکم تین سال محنت کرنے کے بعد آپ کو کچھ آثار دکھائی دیں گے۔ اس دوران مختلف طرح کے نشیب وفراز کا سامنا رہے گا، جس میں مقتدیوں کی عدم توجہ، عدم دلچسپی، بے کسی، وسائل کی کمی، کبھی بہت کثرت کے ساتھ مجمع اور کبھی گنتی کے دو چند ساتھی، کبھی حوصلہ افزائی کی بھرمار اور کبھی اعتراض کے تیر وغیرہ؛غرض ان تمام حالات میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا پڑے گا، ایسے وقت میں نہ جذباتیت سے کام چلے گا اور نہ ہی ہتھیار پھینک کر ایک طرف ہونے سے بلکہ بہت حکمت، سوچ بچار اور ہمت کے ساتھ معاملات کو قابو کرنا پڑے گا۔

انبیاء علیہم السلام کی مشترکہ سنت ہے کہ وہ نتائج سے بالاتر ہوکر اپنی امتوں میں دعوت کا کام کرتے رہے ہیں؛ اسی لئے ائمہ مساجد نتائج کی فکر تو کریں؛ لیکن نتائج نہ ملنے پر پریشان نہ ہوں۔ آپ اندازہ لگائیں جب تمام ائمہ مساجد اپنی اپنی مساجد میں یہ کام اس فکر کے ساتھ شروع کریں کہ میرے اس کام کا مقصد فرد، معاشرہ اور ریاست کی اصلاح ہے۔ اسی طرح یہ کام ہر علاقہ، شہر اور ملک میں ہونے لگے تو بعید نہیں کہ بیس سے تیس سال کے اندر اندر امت مسلمہ کی تقدیر ہی بدل جائے، ان شاءاللہ۔

☆☆............☆☆

اظہارِ تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان کے دیرینہ ساتھی مولانا محمد شاہد کی والدہ محترمہ گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ جن کی تدفین ڈانگ بابا قبرستان میں کی گئی۔ نماز جنازہ میں عزیز واقارب اور اہل محلّہ کے علاوہ مجلس کے کارکنان کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان کے علماء کرام اور کارکنان نے مرحومہ کے صاحبزادگان مولانا محمد شاہد، مفتی جہانگیر رضا، مولانا عدیل جان اور حاجی سلیمان سے اظہار تعزیت کیا اور ان کی والدہ محترمہ کی مغفرت کے لئے دعا کی۔

دینی جدوجہد کے ناگزیر تقاضے

اور ہمارا اصل محاذ

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کا شکر گزار ہوں کہ مختلف دینی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے سرکردہ حضرات کے اس اجتماع میں شرکت اور کچھ عرض کرنے کا موقع فراہم کیا۔ یہ اجتماع ۷ ستمبر کو مینار پاکستان لاہور کے وسیع میدان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کی تیاریوں کے سلسلہ میں منعقد ہوا ہے اور اس میں کانفرنس کو بھرپور کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے مختلف پروگرام تشکیل دیے جائیں گے، اس موقع پر موجودہ دینی صورت حال اور دینی حلقوں کی جد و جہد کے مختلف پہلوؤں کے حوالہ سے کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیں اس وقت جن اہم مسائل کا سامنا ہے اور جن کے لئے دینی حلقے اپنے اپنے دائروں میں محنت کر رہے ہیں، ان پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

ہم سے یہ کہا جا رہا ہے کہ توہین رسالت کو جرم قرار دینے اور اس پر موت کی سزا کے قانون کو پاکستان میں تبدیل کر دیا جائے۔

ہم سے یہ تقاضا کیا جا رہا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے آئینی فیصلہ اور اس کے مطابق نافذ قوانین میں ردوبدل کیا جائے۔

اوقاف کے نئے قوانین کے تحت ملک بھر کی مساجد و مدارس اور وقف اداروں کو سرکاری تحویل میں لے لیا گیا ہے اور شرعی احکام وقوانین کے ساتھ ساتھ مسلّم بین الاقوامی انسانی حقوق کو بھی پامال کر دیا گیا ہے۔

یکساں قومی نصاب تعلیم کے عنوان سے دینی مدارس کے جداگانہ تعلیمی نصاب و نظام کو بتدریج ختم کرنے اور ریاستی نصاب تعلیم میں موجود اسلامی مواد کو کم سے کم تر کرتے چلے جانے کے لئے مسلسل اقدامات کئے جا رہے ہیں اور کسی بھی نوعیت کے رائج الوقت نصاب تعلیم سے دینی تعلیمات وروایات کو خارج کر دینے کو قومی تعلیمی پالیسی کا ہدف بنا لیا گیا ہے۔

گھریلو تشدد کی روک تھام کے نام پر ہمارے خاندانی نظام کی شرعی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا گیا ہے اور قرآن وسنت کی واضح تعلیمات کے ساتھ ساتھ مسلّمہ انسانی وشرعی حقوق کو بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

اس قسم کے سنگین مسائل وقفہ وقفہ سے سامنے آ رہے ہیں، ایک مسئلہ پر عوامی احتجاج کی لہر تھوڑی مدھم پڑتی ہے تو کوئی نہ کوئی نیا مسئلہ کھڑا کر دیا جاتا ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نگاہوں کے سامنے آ جاتا ہے کہ میں تمہارے گھروں کے درمیان فتنوں کو یوں اترتے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش برستی ہے، آج ہم کم وبیش اسی نوعیت کی صورت حال سے دوچار ہیں اور مختلف حلقے اپنے اپنے دائرہ میں ان کے بارے میں دینی جد و جہد میں سرگرم عمل دکھائی دے رہے ہیں۔ اس حوالہ سے آج دو اہم امور کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں:

ایک یہ کہ ان سب مسائل کے پیچھے ماسٹر مائنڈ اور بنیادی سبب ایک ہی ہے اور وہ ہمارے بین الاقوامی معاہدات ہیں جن میں ہم جکڑے ہوئے ہیں اور ان کے تحت ہمیں اس طرح کے اقدامات کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے، ان میں سے ہر مسئلہ کے پیچھے کوئی نہ کوئی بین الاقوامی ادارہ ہے جو کسی نہ کسی بین الاقوامی معاہدہ کے حوالہ سے ہم پر دباؤ ڈال رہا ہے اور ہم ان معاہدوں کا باقاعدہ حصہ ہیں، ہماری حکومتوں کی شروع سے یہ پالیسی چلی آ رہی ہے کہ کوئی معاہدہ کرتے وقت یا کسی بین الاقوامی معاہدہ کا حصہ بنتے وقت وقتی مفاد اور ضرورت کی بنیاد پر فیصلہ کر لیتی ہے، نہ ملک کے نظریاتی تشخص اور دستوری تقاضے اس وقت ان کے سامنے رہتے ہیں اور نہ ہی ایسے کسی معاہدہ کا حتمی نتیجہ اور دیرپا اثرات ان کے ذہن میں آتے ہیں، مگر جب وہ معاہدات میں اپنے اصل ایجنڈے اور نتیجے کو ہمارے سامنے لاتے ہیں تو پھر فرار کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی اور ہم جال میں پھنسے پرندے کی طرح پھڑ پھڑا کر رہ جاتے ہیں۔

اس لئے اصل ضرورت ان بین الاقوامی

معاہدات کا از سر نو جائزہ لینے کی ہے کہ ان میں کون سا معاہدہ اور کس معاہدہ کی کون سی شق ہمارے نظریاتی اور تہذیبی تشخص کے منافی ہے اور کس معاہدہ کا کون سا حصہ ہمارے دستوری تقاضوں سے متصادم ہے، ایسے امور کی نشاندہی ہونی چاہئے اور ان پر بین الاقوامی اداروں سے باضابطہ بات ہونی چاہئے اس لئے کہ دینی، قومی، تہذیبی شناخت اور دستور کی پاسداری ہمارا ملی فریضہ ہے اور مسلّمہ بین الاقوامی اصولوں کے تحت ہمارا قومی حق بھی ہے۔ جب تک ہم ان مسائل کے پیچھے اصل محرک اور سبب پر بات نہیں کریں گے اور مضبوط موقف اختیار نہیں کریں گے، یہ مسائل اسی طرح کھڑے ہوتے رہیں گے اور ہماری ملی وقومی مشکلات میں اضافہ کرتے رہیں گے۔

دوسری گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ ہر مسئلہ پر کوئی نہ کوئی حلقہ متوجہ ہے اور کام کر رہا ہے مگر ضرورت اجتماعی اور قومی جدوجہد کی ہے اور میں یہ بات تسلسل سے کر رہا ہوں کہ ہمیں ان مسائل کے حل کے ساتھ ساتھ ملی اور دستوری تقاضوں کی پاسداری کے لئے تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہمہ گیر قومی جدوجہد کی ضرورت ہے جو مستقل اور مسلسل جاری ہے، یہ ہمارے قومی مسائل ہیں، ملی ضروریات ہیں اور ملی سالمیت ووحدت ان سے وابستہ ہے، اس میں علماء کرام اور دینی جماعتوں کے ساتھ ساتھ وکلاء، تاجر برادری اور دیگر طبقات کو بھی شریک کرنے کی ضرورت ہے، مجھے یہ بات ہمیشہ محسوس ہوتی ہے کہ ہم اس قسم کی ہر محنت کو دینی جدوجہد کا عنوان دے کر خود اپنے دائرے میں محدود کر لیتے ہیں، جن سے دیگر طبقات لاتعلق ہو جاتے ہیں، جبکہ یہ مسائل ہماری طرح تاجروں کے بھی ہیں، قانون دانوں کے بھی ہیں، افسران اور ملازمین کے بھی ہیں اور قوم کے ہر طبقہ کے ہیں، اس لئے میری گزارش ہے کہ مشترکہ دینی جدوجہد کو قومی ضرورت اور ملی تقاضا سمجھتے ہوئے اس میں تمام طبقات کو شریک کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ ہم اپنے فرائض سے صحیح طور پر عہدہ برآ ہو سکیں۔

اس کے بعد یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مسئلہ ختم نبوت کا ہو یا ناموس رسالت کا، اوقاف کے تحفظ کا ہو یا خاندانی نظام وروایات کا، بات دینی مدارس کی ہو یا سرکاری سکولوں میں دینی تعلیم کی، اس کے لئے جدوجہد کے تین دائرے اور مراحل بہرحال ضروری ہیں۔

سب سے پہلے آگاہی اور بیداری کا مسئلہ ہے کہ عوام کی اکثریت تو رہی ایک طرف، علماء کرام اور دینی کارکنوں کی بہت کم تعداد بھی ان مسائل کی اہمیت سے واقف نہیں ہوتی اور ہماری عمومی جدوجہد عام طور پر سنی سنائی باتوں اور سطحی معلومات کی بنیاد پر ہوتی ہے، جس سے نقصان ہوتا ہے، کسی مسئلہ پر محنت کرنے والوں کو اس مسئلہ کی نوعیت و اہمیت اور اس کے تقاضوں سے بہرحال باخبر ہونا چاہئے اور آگاہی و بیداری کا یہ ماحول پیدا کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ ہماری سب سے بڑی قوت قومی وحدت ہے جبکہ دشمن کا سب سے بڑا ہتھیار ہمارا باہمی خلفشار ہے، ہم کسی بھی حوالہ سے آپس میں لڑیں اس میں فائدہ صرف دشمن کا ہے، اس سے غرض نہیں کہ ہم نسل پر لڑ رہے ہیں، زبان پر جھگڑ رہے ہیں، مسلک میں ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی کر رہے ہیں، مسجد اور فرقہ پر ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں یا کسی قومیتی یا علاقائی جھگڑے پر ایک دوسرے سے دست وگریبان ہیں، اسے صرف ہماری باہمی محاذ آرائی سے غرض ہے، ہم جس حوالہ سے بھی ایک دوسرے سے لڑیں گے وہ اسی کو ہتھیار بنالے گا، اس لئے ہمیں قومی وحدت کا ماحول قائم رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینا ہوگی ورنہ ہم یہ جنگ نہیں لڑ سکیں گے۔

اس سلسلہ میں تیسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے پاس سب سے بڑا ہتھیار عوامی قوت، رائے عامہ اور اسٹریٹ پاور ہے، ہمیں دلیل اور علم کی قوت کے ذریعہ رائے عامہ کو منظم کرنا ہوگا، عوامی دباؤ کو بڑھانا ہوگا اور اس کے ذریعہ اپنے مطالبات میں پیش رفت کرنا ہوگی۔ یہ بات ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے کہ جمہوری ملکوں میں قانون اور نظام عدل سب سے بڑی قوت ہوتے ہیں مگر ہمارے ہاں قانون، انتظام اور نظام عدل جن لوگوں اور طبقات کے ہاتھوں میں یرغمال ہے ان کے فیصلوں اور اقدامات کی بنیاد دستور، ملک کی نظریاتی اساس اور قوم کی تہذیبی شناخت نہیں ہے، وہ عالمی ماحول اور بین الاقوامی دباؤ کے تحت ہی عام طور پر فیصلے کیا کرتے ہیں، اس لئے ان سے کوئی توقع وابستہ کئے بغیر ہمیں دینی علم وشعور کی قوت اور عوامی دباؤ کو ہی اپنی جدوجہد کی بنیاد بنانا ہوگا۔

ان گزارشات کے ساتھ میں سات ستمبر کو لاہور میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کا خیرمقدم کرتا ہوں اور اسے وقت کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے تمام طبقات اور حلقوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اسے شاندار طریقہ سے کامیاب بنانے کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔ ☆☆

عقیدۂ ختم نبوت... قرآن واحادیث کی روشنی میں!

پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ

اللہ تعالیٰ جس نے اپنے محبوب کو اپنا رسول بنایا اور پھر اس کی ذات پاک پر نبوت کا سلسلہ ختم کردیا وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔ دنیا کے حالات ہزاروں پلٹے کھائیں۔ معاشی اور سیاسی میدانوں میں کتنے ہی انقلاب کیوں نہ برپا ہوں، ہر قوم کے لئے ہر زمانہ میں فلاح دارین کا راستہ دکھانے کے لئے اب کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہیں، یوں نہیں ہے کہ سلسلۂ نبوت بند کرنے کا فیصلہ کسی ایسی ہستی نے کیا ہو جو آنے والے حالات سے بے خبر ہے۔ مختلف قوموں اور ملکوں کی ضرورتوں سے ناواقف ہے بلکہ یہ فیصلہ اس ذات والا صفات کا ہے جو کائنات کی ہر چیز سے واقف ہے اور ان تمام امور سے بھی باخبر ہے جن پر عالم انسانیت کی فلاح و بقا کا انحصار ہے۔ اس لئے اس کے فیصلے اٹل ہیں، وہ منسوخ نہیں ہوسکتے ہیں، ان میں کسی ترمیم کی قطعاً گنجائش نہیں۔

نبوت و رسالت کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ سنت اللہ قائم کردی گئی کہ کسی ایک نبی و رسول کی ذریت میں وہ سلسلہ رکھ دیا جس کو ملکہ نبوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے جب نبوت خاص کردی تو ایک سلسلہ سیدنا اسحاق علیہ السلام سے چل کر عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوا اور دوسرا سلسلہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے چلنا طے پایا تھا جس میں ایک ہی نبوت و رسالت رکھی گئی تھی جس کی خوشخبری ہر آنے والے نبی و رسول نے دی اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے اور اس جگہ نبوت و رسالت کے عہدے کو لاکر ختم کردینا قانون الٰہی میں طے ہوچکا تھا کہ آپ پر سلسلہ نبوت و رسالت اختتام پذیر ہوجائے گا۔

لہٰذا اس اعلان کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کردی گئی اور اب کوئی رسول نہیں آئے گا جس کی ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نرینہ اولاد ہی نہ ہوتا کہ یہ بحث ہی ختم ہوجائے کہ کوئی نبی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ گزشتہ نبوتوں کے سارے سلسلے ختم کردیئے گئے صرف ایک ہی سلسلہ یعنی اسماعیلی سلسلہ بند نہیں ہوا تھا بلکہ اس سلسلہ کو بھی آگے سے بند کردیا گیا تو اب کسی نبی و رسول کے آنے کی بحث ہی ختم ہوگئی، اس لئے زیر نظر آیت میں ارشاد فرمایا:

”محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اب ضروری ٹھہرا ہے کہ آپ تمام مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہوسکتے، لہٰذا ضروری ہے کہ اگر آپ کی کوئی اولاد نرینہ پیدا ہوبھی جائے تو وہ بلوغت سے قبل ہی اس دنیا سے رخصت ہوجائے۔“

اور بعد میں ارشاد فرمایا:

”یہ بات کسی ایرے غیرے نے نہیں کہی بلکہ یہ اس قادر مطلق کی طرف سے اعلان ہے جو ہر ایک چیز کی خبر رکھنے والا ہے اور اس کے احاطہ علم سے کوئی چیز بھی باہر نہیں ہے۔“

ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات سے مکمل طور پر اتفاق رکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کر دے اور کوئی دوسرا اس سے اس کی نبوت پر صرف دلیل طلب کرے تو دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہو جائے گا، گویا دعویٰ نبوت کرنے والا تو دعویٰ کرتے ہی کافر ہوگیا خواہ وہ کوئی ہو اور کسی خاندان سے تعلق رکھنے والا ہو لیکن اس کے دعویٰ پر کوئی دلیل طلب کرے تو وہ بھی کافر ہوجائے گا کیونکہ دلیل طلب کرنا شک وشبہ کے باعث ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں تو شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ لہٰذا جو شخص اس سلسلہ میں کوئی گنجائش پیدا کرنے کی کوشش کرے گا وہ مسلمان ہی نہیں رہے گا اور جب وہ مسلمان ہی نہ رہا تو اس کی بحث کا کوئی فائدہ۔ جس طرح کوئی شخص اللہ کے ایک ہونے میں کسی طرح کا شک کرے تو ہم کو دیکھنا ہوگا کہ یہ شک کرنے والا کون ہے؟ اگر وہ مسلمان گروہ سے تعلق رکھنے والا ہے تو اس سے اس سلسلہ میں ہرگز بات نہیں، کیونکہ وہ یہ شک کرکے مسلمان نہیں رہا۔ ہاں! یہ

شک کرنے والا کوئی کافر ہے تو اس کی تسلی کے لئے دلائل دیں گے اور اس کو باور کرانے کی کوشش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیوں ذاتِ واحد ہے لیکن ایک مسلم کہلوانے والا تو اللہ کی وحدانیت میں شک کر کے مسلمان ہی نہیں رہے گا، اس لئے اب اس سے مسلمان سمجھ کر بات نہیں کی جائے گی، اس لئے ختم نبوت کے لئے دلائل تو پیش کئے جاسکتے ہیں، لیکن کسی مدعی نبوت سے نبوت کی دلیل طلب نہیں کی جائے گی بلکہ اس کو اس دعویٰ کے ساتھ ہی اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔ اب غور کرو کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا یا نہیں؟ اگر اس نے دعویٰ نبوت کیا تو وہ اس دعویٰ کرنے کے ساتھ ہی کافر ہو گیا اب جو بھی اس سے دلیل طلب کرے گا وہ خود کافر ٹھہرے گا۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ اس سے کسی قسم کی دلیل طلب نہ کریں بلکہ اس کو کافر سمجھیں اور اس کو مسلمان سمجھ کر کبھی اس سے بات نہ کریں اور یہی حال اس کے نبی ماننے والوں کا ہے کہ ان کو مسلمان سمجھ کر ان سے بات نہیں کی جاسکتی اور اسی طرح یہ بھی کہ ان لوگوں کو "احمدی" مان لیا اور پھر "احمدی" کہہ کر ان کو غیر مسلم کہا جاسکتا ہے۔ تف ہے ان لوگوں پر جنہوں نے قادیانیوں کو "احمدی" مان لیا اور پھر "احمدی" کہہ کر ان کو غیر مسلم کہا۔ بہرحال کوئی تسلیم کرے نہ کرے ہم اس قانون کو صحیح نہیں سمجھتے جس میں قادیانیوں کو "احمدی" تسلیم کیا گیا۔ ہم زور دے کر یہ بات کہتے ہیں کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو وہ دعویٰ کرتے ہی مسلمان نہیں رہا تھا اور پھر جن لوگوں نے اس کی نبوت کو مان لیا تھا وہ چاہے اپنا نام کچھ رکھتے لیکن ان کو "احمدی" کہلانے کا کوئی حق نہیں تھا۔ اب انہوں نے اپنا نام "احمدی" رکھا تھا تو مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ ان کو "احمدی" تسلیم ہی نہ کرتے، اگر معاملہ عدالت میں گیا تھا تو مسلمانوں کا موقف ہی یہ ہونا چاہئے تھا کہ ان لوگوں کو "احمدی" کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے، کیونکہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں اور کسی غیر مسلم کو "احمدی" نہیں کہا جاسکتا۔ قرآن کریم کی رو سے جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اسی طرح احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ گویا ایک ہی مبارک ہستی کے دو نام ہیں جس مبارک ہستی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت و رسالت دی گئی ہے اور جس سے متعلق قرآن کریم نے خاتم النبیین ہونے کا اعلان کیا ہے اور جس کا معنیٰ و مفہوم متعین کرتے ہوئے خود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی"... میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا... (بخاری)

بلاشبہ ختم نبوت کا عقیدہ ان بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے جس کے منہدم ہونے سے اسلام کی پوری عمارت دھڑام سے گر جاتی اور اس کے گرنے کے ساتھ ہی باقی بنیادیں بھی ختم ہو کر رہ جاتی ہیں، لیکن افسوس کہ جس طرح اسلام کی ساری بنیادوں ہی میں کچھ نہ کچھ ہو چکا ہے، کسی میں کم اور کسی میں زیادہ اسی طرح اس بنیاد میں بھی بہت کچھ ہو چکا ہے، لیکن تفصیل اس کی ذرا لمبی ہے، اس لئے اس جگہ اختصار سے کام لیا جارہا ہے اور اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ گزشتہ چودہ صدیوں میں جس نے بھی اور جہاں بھی کسی نے نبی بننے کا دعویٰ کیا امت مسلمہ نے اپنے سارے اختلافات کے باوجود اس کو مرتد قرار دیا اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کر کے اس کی جھوٹی عظمت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نتائج کی پروا کئے بغیر اس کے خلاف لشکر کشی کر کے اس جھوٹے مدعی نبوت کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان بھی شہید ہوئے جن میں سینکڑوں حفاظ قرآن اور بہت بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تھے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اتنی بڑی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا اور "انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً" کو جان کی بازی لگا کر ثابت کر دیا کہ نبی اعظم و آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی انسان کو اس کا حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اپنی رسالت و نبوت کا اعلان کرے، حالانکہ مسیلمہ کذاب نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مانتا تھا اور اس کے عقائد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا بھی ضروری قرار دیا گیا تھا... لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو لغت سے بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن ایک ثابت شدہ چیز پر دلائل کی جتنی بھرمار بھی کی جائے، کی جاسکتی ہے لیکن ہم ایک اور زاویہ نگاہ سے اس کو دیکھتے ہیں۔

یہ امر معلوم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشنگوئی اس کا اعلان فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان میں ایک عجیب طاقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھر دی گئی۔ دنیا کے ایک ایک ملک کا حال دیکھتے جاؤ، نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کون سا وہ ملک تھا جس میں لوگوں نے مظہر الٰہی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا غور

کرو کہ ایران میں ہزاروں سال تک متواتر سروش آسمانی کی آوازیں، بیسیوں پاک سرشت بزرگوں کو سنائی دیتی رہیں۔ ہندوستانیوں کا دعویٰ ہے کہ یہاں کروڑوں سال تک لاکھوں مہارشی ایسے ہوئے جن پر آکاش بانی کا پرکاش ہوتا رہا۔ بنی اسرائیل کے حالات پڑھو جہاں ایک ایک وقت میں دو دو چار چار نبی موجود پائے گئے۔ مصریوں اور چینیوں نے بھی سینکڑوں سال تک اپنے اندر نبوت ورسالت ہونے کے دعاوی کو بلند کیا لیکن جب سے قرآن کریم میں آیت ''خاتم النبیین'' کا اعلان ہوا ہے اور ختم نبوت کا فرمان سنا دیا گیا ہے اس وقت سے ان سب مذاہب اور ادیان نے بھی اپنے اپنے دروازوں پر قفل ڈال دیئے ہیں۔ مجوسی اب کیوں کسی شخص کو جاماسپ و زرتشت کے اورنگ پر نہیں بٹھلاتے، آریا ورت اب کیوں آکاش بانی کا ایک حرف بھی نہیں سنتا۔ بنی اسرائیل کیوں اپنی قوم اور اپنے ملک میں کسی کا نبی ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ کیا یہ سب قدرت خداوندی ہی کا روشن کارنامہ نہیں جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''خاتم النبیین'' بتانے کے بعد تمام دنیا کے جملہ مذاہب کے دماغوں اور طبیعتوں سے بھی یہ بات نکال دی ہے کہ خود ان کے مذاہب کے اندر بھی کسی کو پیغمبر، نبی و رسول اور اوتار کہا جائے۔ دنیا بھر کا یہ عملی فیصلہ یا طبعی میلان بلکہ فطری وجدان ظاہر کرتا ہے کہ قدرت الٰہی نے اسی خصوصیت کو وجود اقدس نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خاص رکھتے ہوئے کیسی زبردست حفاظت فرمائی ہے کہ کوئی غیر مسلم بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتی توصیف کے لئے ایسا فرما دیا ہے۔

بلاشبہ دعویٰ کرنا آسان ہے مگر زمانِ مستقبل پر حکومت کرنا دشوار ہے۔ یہاں تو چودہ صدیوں کا زمانہ اور مختلف ومتعدد مذاہب کا متفقہ رویہ اس کی تائید میں موجود ہے، جس شے کی تائید میں خود زمانہ ہو وہاں تصنع کا کیا دخل رہ جاتا ہے۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ذاتی فخر بھی قائم کرنا مقصود ہوتا تو آپ ایسا کر سکتے تھے کہ اپنے متبعین کو نبوت کے منصب سے ممتاز بناتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر اپنے اتباع کرنے والے انبیاء کرام علیہم السلام کی شان اور تعداد کا اظہار کرتے۔ ہاں! بعض مسلمان صوفیہ کی نسبت یہ بات زبان زد عام ہے کہ انہوں نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا تھا، حالانکہ ان روایات کی صحت بالکل مشکوک ومخدوش ہے لیکن اگر ثابت بھی ہو جائے کہ کسی شخص نے ''فی الواقع انا الحق'' بھی کہا: ''یاسبحانی ما اعظم شانی'' بھی کہا تب بھی یہ نتیجہ تو صاف نکلتا ہے کہ خدا بننا تو ان کو سہل نظر آیا مگر نبی ورسول کہلوانے کی جرأت وہ بھی نہ کر سکے ایسے ہی لوگوں میں یہ مصرعہ بہت شہرت یافتہ ہے کہ:

''باخدا دیوانہ باش و بامحمد ہوشیار''

عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی ملاحظہ کر لیں کہ آپ نے کیا فرمایا:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل عمارت بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی تھی لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اس عمارت کی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔''

(بخاری کتاب المناقب، باب خاتم النبیین)

''حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا، آپ فرماتے تھے: میرے بہت سے نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے کفر کو مٹایا ہے، میں حاشر ہوں کہ لوگ قیامت کو میرے بعد اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے چھ باتوں میں انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی: (۱) مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا، (۲) رعب کے ذریعہ میرے مدد فرمائی گئی، (۳) میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا، (۴) میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور اس کو پاک کرنے کا ذریعہ بنایا گیا، (۵) مجھے تمام مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا اور (۶) میری ذات پر انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔'' (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! یاد

رکھو، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے۔“ (ابن عساکر)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی اور میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں ہوگا“ (زرقانی، ج:۵، ص:۲۶۷)

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں تمیں شخص ایسے ہوں گے جو کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔“ (رواہ مسلم)

صرف یہ احادیث نہیں علاوہ ازیں بیسیوں احادیث بیان کی گئی ہیں اگر ان کو جمع کرنا شروع کردیں گے تو ایک کتاب تیار ہو جائے گی۔

بلاشبہ یہ بات قابل غور ہے کہ جب اسلام کے اس نظریہ کی حفاظت مشیت ایزدی نے اس قدر کی کہ آج تک باہر سے کسی کو اس کی جرأت نہ ہوئی کہ وہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے، لیکن اسلام کے اندر بہر حال لوگوں نے یہ ہمت تو کی، اگر چہ وہ ناکام ہوتے رہے اور سوائے ایک فتنے کے اتنی دیر کوئی نہ چل سکا۔ (جاری ہے)

بودلہ کالونی کی جامع مسجد خاتم النبیین میں جمعہ کا خطبہ

شجاع آباد میں بودلہ فیملی کی ایک مستقل بودلہ کالونی کے نام سے آبادی ہے، جس میں زیادہ تر بودلہ فیملی قیام پذیر ہے۔ بودلہ برادری میں قادیانیت کے جراثیم پرانے ہیں۔ جناب جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں راولپنڈی میں ایک صاحب قحبہ خانہ چلاتے تھے، جس کا نام پیر صلاح الدین تھا، چونکہ بڑے بڑے بیوروکریٹ اس چشمہ خبیثہ سے فیضیاب ہوتے تھے۔ اس لئے اس پر کوئی ہاتھ نہیں ڈالتا تھا۔ جنرل صاحب کے دور میں اس بدمعاشی، عیاشی و فحاشی کے اڈے پر چھاپا مارا گیا۔ پیر صلاح الدین گرفتار ہوا اور اس کا منہ کالا کر کے اسے راولپنڈی کے بازاروں میں پھرایا گیا، مذکورہ شخص بودلہ فیملی سے تعلق رکھتا تھا اور قادیانی تھا۔

اسی فیملی سے جناب میاں کفایت اللہ بودلہ ایڈووکیٹ تھے اور قادیانیت سے متعلق احراری مزاج رکھتے تھے۔ ان سے اس طرح شناسائی ہوئی کہ ہم نے صدیق آباد (کراری) موضع بستی مٹھو شجاع آباد میں رہائش و مدرسہ کے لئے زمین خریدی تو ہمارے ایک ہمسایہ مرحوم بشیر احمد کچھی نے ہمارے خلاف شفعہ کا کیس کر دیا اور اس کے وکیل جناب میاں کفایت اللہ بودلہ تھے، جب کہ ہماری طرف سے غلام مصطفیٰ شیخ وکیل تھے۔

پہلی یا دوسری پیشی پر میاں کفایت اللہ مرحوم نے پوچھا کہ برخوردار (یہ ۸۶۔۱۹۸۵ء کی بات ہے) آپ کیا کرتے ہیں؟ راقم نے تعارف کرایا تو فرمانے لگے کہ جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحبؒ (جو راقم کے استاذ محترم تھے) کے ساتھ پڑھتا رہا ہوں۔ اس طرح ان سے شناسائی ہوئی، جو آگے چل کر دوستی کی شکل اختیار کر گئی۔ بودلہ کالونی میں جامع مسجد تعمیر ہوئی تو اس کا نام جامع مسجد خاتم النبیین رکھا اور راقم سے وعدہ لیا کہ آپ سال میں کم از کم ایک جمعہ ہماری مسجد میں پڑھائیں گے۔

میاں کفایت اللہؒ کے بعد میاں لطف الرحمٰن مسجد کے متولی بنائے گئے تو انہوں نے بھی فرمایا: مولوی صاحب! وہ وعدہ یاد ہے؟ راقم نے کہا کہ یاد ہے۔ چنانچہ اس سال عید الفطر ۱۴رمئی کو تھی اور جمعرات کا روز تھا، اگلے دن والا جمعہ راقم نے ان کے ہاں بیان کیا اور میاں لطف الرحمٰنؒ سے آخری ملاقات ہوئی۔ انہیں جب معلوم ہوا کہ کھانا ان کی برادری کے ایک نوجوان عالم مولانا محمد شعیب کے ہاں ہے تو مولوی شعیب صاحب پر غصہ ہوئے کہ مہمان میرا تھا، آپ نے کھانے کا کیوں انتظام کیا؟

۱۶رجون ۲۰۲۱ء کو انتقال ہوا تو راقم سے رابطہ کیا گیا تو راقم سندھ کے سفر پر تھا، حاضری نہ ہو سکی، واپسی پر ۲۶رجون کو عصر کی نماز کے بعد ان کی مسجد میں بیان کیا اور ان کی مغفرت کے لئے قرآن خوانی کی گئی اور دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

نواسۂ رسول ﷺ، جگر گوشۂ بتول رضی اللہ عنہا

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

مولانا محمد معراج حسامی

تذکرہ اس مقدس ہستی کا جو چمن رسالت کے نو شگفتہ پھول ہیں، گلستان علیؓ و فاطمہ الزہراؓ کے لعل و گوہر ہیں، سید الانام، خیر البشر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتوں کی امانت ہے، اہل بیت اطہار کی زینت ہے، ساری دنیا کو جن پر ناز ہے، وہ میدانِ کربلا کے عظیم سپہ سالار، امت کے جاں نثار، سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ذات مقدسہ ہے۔ آپ کی بے شمار طرق سے بہت سی باتیں ہمیں ملتی ہیں، یہاں قدرے پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

ولادتِ باسعادت اور بشارت نبوی:

حضرت حسینؓ بن علیؓ کی ولادت باسعادت ۵ شعبان المعظم ۴ ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی، آپ کا نام نامی اسم گرامی حسینؓ، کنیت، ابو عبداللہ، لقب، سبط الرسول و ریحان الرسول ہے۔

۱۰ محرم الحرام جمعہ کے دن کربلا کے میدان میں یزیدی ستم گاروں نے انتہائی بیدردی کے ساتھ آپ کو شہید کر دیا۔ (اکمال:۵۰۶)

روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی جان صاحبہ نے ایک فکر انگیز خواب دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فرحت آفریں تعبیر بیان فرمائی اور حضرت حسینؓ کی ولادت کی بشارت دی جیسا کہ امام بیہقی کی دلائل النبوۃ میں مذکور ہے:

حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آج رات ایک خوف ناک خواب دیکھا ہے، سرکار نے ارشاد فرمایا: آپ نے کیا خواب دیکھا؟ عرض کرنے لگیں وہ بہت ہی فکر کا باعث ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: وہ کیا ہے؟ عرض کرنے لگیں: میں نے دیکھا گویا آپ کے جسد اطہر سے ایک ٹکڑا کاٹ دیا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے، ان شاء اللہ! فاطمہ رضی اللہ عنہا کو صاحبزادے تولد ہوں گے اور وہ آپ کی گود میں آئیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اور وہ میری گود میں آئے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی، پھر ایک روز میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کی خدمت میں پیش کیا پھر اس کے بعد کیا دیکھتی ہوں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمان اقدس اشکبار ہیں، یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! اشکباری کا سبب کیا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے میری خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: عنقریب میری امت کے کچھ لوگ میرے اس بیٹے کو شہید کریں گے۔ میں نے عرض کیا سرکار کیا وہ اس شہزادے کو شہید کریں گے؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں! اور جبرئیل امین علیہ السلام نے اس مقام کی سرخ مٹی میری خدمت میں پیش کی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، حدیث نمبر 2805، مشکوۃ المصابیح، ج:1، ص:572)

خصوصیات وفضائل:

روایات واحادیث نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کا کوئی گوشہ تشنہ نہ چھوڑا، آپ رضی اللہ عنہ کی ہر ادا پر فدا ہونے والوں نے ہر پہلو کو زندہ وتابندہ رکھا اور ساتھ ہی ملت اسلامیہ پر ایک ایسا عظیم احسان کیا جو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) دونوں آپ کے صدرِ مبارک پر چڑھے کھیل رہے تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ ان دونوں سے اس درجہ محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

(رواہ الطبرانی فی المعجم)

اور حارث علیؓ سے مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسنؓ و

حسینؓ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔(ایضاً)

یزید بن ابی زیاد کی روایتوں میں ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو ان کی والدہ سے کہا: کیا تم کو معلوم نہیں کہ ان کا رونا مجھے اندوہگیں کرتا ہے؟(الطبرانی)

امام طبرانی کی معجم اوسط اور کنز العمال میں روایت ہے:

ترجمہ: ’’جب جنتی حضرات جنت میں سکونت پذیر ہوں گے تو جنت معروضہ کرے گی پروردگار! ازراہ کرم کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا کہ تو، دو ارکان سے مجھے آراستہ فرمائے گا؟ تو رب العزت ارشاد فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے مزین نہیں کیا؟ یہ سن کر جنت دلہن کی طرح فخر وناز کرنے لگے گی۔‘‘(معجم اوسط طبرانی، حدیث نمبر 343، کنز العمال، ج: 13، ص: 106، حدیث نمبر 34290)

حضراتِ حسنین کریمینؓ سے محبت ایمانی تقاضا:

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے متعلق ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ’’یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ! تو ان دونوں سے محبت فرما اور جو ان سے محبت رکھے اس کو اپنا محبوب بنالے۔‘‘(جامع ترمذی، حدیث نمبر 4138)

ابن ماجہ کی حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے جس میں محبتِ حسنین کے پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے:

ترجمہ: ’’سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کی، اس نے درحقیقت مجھ ہی سے محبت کی اور جس نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بغض رکھا اس نے مجھ ہی سے بغض رکھا۔‘‘

(سنن ابن ماجہ شریف، حدیث نمبر 148)

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خصوصی جذبات اور ایسی نسبت کا اظہار فرمایا جس پر ساری دنیا کو تا قیامت فخر رہے گا:

ترجمہ: ’’حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، جس نے اللہ سے محبت کی اس نے حسین سے محبت کی۔‘‘(الترمذی، رقم الصفحۃ: 326/327)

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے لئے ہمارے پاس تشریف لائے، اس حال میں کہ آپ حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھائے ہوئے تھے، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے اور انہیں بٹھا دیا، پھر آپ نے نماز کے لئے تکبیر فرمائی اور نماز ادا فرمانے لگے، اثناء نماز آپ نے طویل سجدہ فرمایا: میرے والد کہتے ہیں: میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہیں اور شہزادے رضی اللہ عنہما آپ کی پشت انور پر ہیں، تو میں پھر سجدہ میں چلا گیا، جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے نماز میں سجدہ اتنا دراز فرمایا کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں کوئی واقعہ پیش تو نہیں آیا یا آپ پر وحی الٰہی کا نزول ہو رہا ہے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوئی، سوائے یہ کہ میرا بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا اور جب تک وہ اپنی خواہش سے نہ اترتے مجھے عجلت کرنا ناپسند ہوا۔

(نسائی، حدیث نمبر 1121)

غمِ محبت کے سوا اور کیا ہے!!

آج ہم اپنے چاروں طرف جو آگ اور خون کے سمندر دیکھ رہے ہیں اور مسلم امہ مجموعی طور پر جس تضحیک کا نشانہ بنی ہوئی ہے، اس کی ایک وجہ تو قرآنی تعلیمات اور عملاً اسلام سے دوری ہے، اور دوسری بڑی وجہ پیغام کربلا اور فکر حسین کو فراموش کرنا ہے۔ ہم روایات ورسومات میں اپنا تشخص کھو چکے ہیں اور ہماری سوچ پر جیسے جمود طاری ہے اور علم سے جیسے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ جمود بھی ایسا کہ نہ تو اسے کربلا کا پیغام حریت وانقلاب توڑ پا رہا ہے اور نہ ہی استغاثہ حسینی کی صدا اس پر کچھ اثر انداز ہو رہی ہے، ضرورت ہے کہ اقوام عالم اپنے اندر حسین جیسا صبر کا عنصر پیدا کرے، اسلامی تعلیمات پر سچی وفاداری کا ثبوت دیں، شہادت حسین اور حیات حسین کی روشنی میں سیاسی وسماجی سرگرمیوں و مسائل کا حل تلاش کرے، طاعت کا لباس زیب تن کرے، اسلام کے دفاع کے لئے شجاعت و بہادری حاصل کرے، کچھ ایسا کر گزرے کہ زمانہ کو ہم نہیں بلکہ زمانہ ہم کو یاد رکھے۔

آخری گزارش: جینا، مرنا، کٹنا ہر قربانی میں رضائے الٰہی کا طلبگار رہو۔

☆☆..........☆☆

مولانا قاری محمد یوسفؒ بہاولپوری

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قاری محمد یوسفؒ چھب کلیار لودھراں کے رہنے والے تھے۔ دارالعلوم کبیر والا میں استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالخالقؒ المعروف صدر صاحب، حضرت مولانا مفتی علی محمدؒ، حضرت مولانا سیّد فیض علی شاہؒ، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ حضرت صوفی محمد سرورؒ، جیسے جبال العلم شخصیات کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ ہمارے مبلغ حضرت مولانا خدا بخشؒ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ اللہ، اللہ! کیسے کیسے اساتذہ کرام سے علوم کی تحصیل کی اور ساری زندگی سادگی اور سکنت کی صورت میں گزار دی۔ جامعہ دارالعلوم مدینہ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور میں ابتدائی دور میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

قاری محمد یوسفؒ نے محکمۂ اوقاف میں امام وخطیب کی حیثیت سے آغاز کیا۔ ترقی کرتے کرتے ڈسٹرکٹ خطیب، ژونل خطیب کے عہدوں پر فائز ہوئے۔ بہت ہی ملنسار اور بااخلاق انسان تھے۔ راقم ۱۹۸۰ء میں بہاولپور مبلغ کی حیثیت سے تبدیل ہوا، تو موصوف بہاولپور میں خطیب تھے۔ بہاولپور کی شاہی مسجد ''جامع مسجد الصادق'' میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام یکم سے ۱۶؍ رمضان المبارک تک درس ہوتے تھے اور بہت ہی کامیاب پروگرام ہوتے۔ راقم کے تبادلہ سے پہلے فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ اور دیگر عمائدین مجلس درس سے سامعین کو مستفید فرماتے۔

راقم نے یہ سلسلہ جاری رکھا۔ مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری مدظلہ، سیّد منظور احمد شاہ حجازیؒ، مولانا قاضی اللہ یار خانؒ، مولانا خدا بخشؒ، مولانا اللہ وسایا زیدمجدہ سمیت کئی مبلغین کرام دروس کے لئے تشریف لاتے رہے، قاری محمد یوسفؒ سرکاری ملازم ہونے کی وجہ سے کبھی رکاوٹ نہیں بنے بلکہ دروس میں سامع کی حیثیت سے شرکت فرماتے تھے۔

علامہ رحمت اللہ ارشدؒ سے ملاقات: ایک مرتبہ قاری محمد یوسفؒ ہمارے دفتر غلہ منڈی میں تشریف لائے۔ مجھے شہر آنا تھا تو راقم ان کی معیت میں شہر کے لئے روانہ ہوا۔ غلہ منڈی سے شہر کی طرف سے آتے ہوئے راستہ میں بہاولپور کے معروف پارلیمنٹرین علامہ رحمت اللہ ارشدؒ کا ڈیرہ تھا۔ ایک مرتبہ قاری صاحب کی معیت میں شہر کے لئے جارہے تھے تو راستہ میں علامہ صاحبؒ کے ڈیرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ راقم نے موصوف سے عرض کیا کہ علامہ صاحبؒ تشریف فرما ہیں ملاقات کرتے جائیں تو علامہ ارشد صاحب جو بہاولپور شہر کے سیاسی راہنما تھے۔ بہاولپور کے جامعہ عباسیہ کی آخری ڈگری ''علامہ'' کے حامل تھے۔ مقدمہ بہاولپور کے سلسلہ میں جج محمد اکبرؒ نے جامعہ عباسیہ کے شیخ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ سے استدعا کی کہ امام العصر علامہ

حافظ الطاف الرحمٰنؒ کی رحلت

حافظ الطاف الرحمٰن خوشاب مجلس کے کارکنوں میں سے تھے۔ مجلس کے تمام پروگراموں میں شرکت فرماتے، ہمارے مبلغ مولانا محمد نعیم سلمہ کے دست وبازو تھے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر جس مسجد میں ہے، اس کے نمازی تھے۔ تاحیات صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن پاک کے پابند رہے۔ عمر ۶۳ سال تھی۔ اچانک طبیعت خراب ہوئی اور داعی اجل کو لبیک کہا۔ ۲۸؍ جون ۲۰۲۱ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد ستاراں کے خطیب مولانا مسعود الحسن نے پڑھائی، جس میں سینکڑوں حفاظ، اقراء، علماء کرام کے علاوہ عوام نے شرکت کی۔ تین بیٹے، تین بیٹیاں اور بیوہ سوگوار چھوڑے۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ ۹؍ جولائی جمعۃ المبارک سے پہلے ان کے بھائی اور بیٹوں سے ملاقات کی۔ تعزیت کا اظہار کیا۔ مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

انورشاہ کشمیریؒ کا بیان مجھے سمجھ میں آتا اپنے جامعہ کے کسی استاذ یا سینئر (منتہی) طالب علم کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ حضرت شاہ صاحبؒ کا بیان تحریر کرے تو شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ نے علامہ صاحب کی ڈیوٹی لگائی کہ آپ عدالت کی معاونت کریں تو مقدمہ بہاولپور کے تین ہزار صفحات علامہ رحمت اللہ ارشدؒ کے قلم سے لکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ قاری محمد یوسف اور راقم علامہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اپنی آمد کا مقصد عرض کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے مقدمہ بہاولپور کے سلسلہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کا کوئی خاص واقعہ ارشاد فرمائیں۔

چھ لاکھ احادیث نبویہ کے حافظ: فرمایا کہ حضرت شاہ صاحبؒ بہاولپور کے میر سراج الدینؒ کے ڈیرہ پر ٹھہرے ہوئے تھے کہ ایک صاحب آئے اور بڑے تعجب سے کہا اور بات واقعتاً قابل تعجب تھی۔ سنا ہے امام بخاریؒ کو پانچ لاکھ احادیث نبویہ یاد تھیں۔ حضرت علامہ انورشاہ صاحبؒ اپنی بیماری کی وجہ سے تکیے کا سہارا لے کر لیٹے ہوئے تھے۔ تکیے کا سہارا چھوڑ کر اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ ”تحدیثِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اس ناچیز کو چھ لاکھ احادیث نبویہ یاد ہیں۔“

قادیانیوں کے گھروں پر کلمہ طیبہ: ہمارے دفتر ماڈل ٹاؤن بی عقب غلہ منڈی کے مغربی جانب کوثر کالونی میں قادیانیوں نے اپنی دکانوں اور مکانوں پر کلمات طیبہ اور آیات قرآنی لکھے ہوئے تھے جو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸-سی کی خلاف ورزی ہے۔ راقم نے تمام مسالک اور تاجروں کی تنظیموں کے صدور و سیکریٹریز پر مشتمل مجلس عمل کا اجلاس بلایا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا کہ شعبان المعظم کی فلاں تاریخ تک اگر کلمات طیبہ اور آیات قرآنی محفوظ نہ کیے گئے تو ہم ساہیوال کے قاری سعید احمد، اظہر رفیق کی طرح جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔ یہ قرارداد اخبارات کو بھی بھجوائی۔ ہماری مجلس عمل کے ایک ممبر جناب گلزار نسیم ایڈیٹر ”روزنامہ سیادت“ بہاولپور بھی تھے۔ رمضان المبارک قریب تھا، میں نے ایک چال چلی اور جناب گلزار نسیمؒ کو فون کیا کہ آپ ڈپٹی کمشنر کو فون کریں کہ شجاع آبادی مولوی نے ایک قرارداد بھیجی ہوئی ہے۔ میرے متعلق چند ایسے کلمات بھی کہیں کہ یہ مولوی بڑا خطرناک ہے، آپ کلمات طیبہ اور آیات صاف کرائیں کہیں ساہیوال جیسا سانحہ رونما نہ ہو اور میں فلاں فون نمبر پر موجود ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈپٹی کمشنر آفس سے فون آیا کہ مولانا شجاع آبادی سے جناب ڈپٹی کمشنر (جو مرزا محمد ابراہیم تھے اور لاہور کے رہنے والے تھے) بات کریں گے۔ راقم نے کہا کہ ضرور بات کرائیں، چند سیکنڈ کے بعد ڈی سی صاحب گویا ہوئے کہ آپ مولانا شجاع آبادی بول رہے ہیں؟ راقم نے اثبات میں جواب دیا، تو ڈی سی نے کہا کہ آپ شجاع آباد سے یہاں کیا کرنے آئے ہیں؟

راقم نے کہا کہ سر آپ کا اور میرا رینک برابر ہے، آپ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور میں ڈسٹرکٹ مبلغ۔ میری قادیانیوں کی تخریب کارانہ سرگرمیوں پر نظر رکھنے کی ڈیوٹی ہے۔ قادیانیوں نے ایک عرصہ سے اپنے مکانوں پر آیات قرآنی اور کلمات طیبہ لکھے ہوئے ہیں، بار بار درخواست کے باوجود آپ کے ماتحت انتظامیہ توجہ نہیں کر رہی تو ہمارے پاس ایک جان ہی تو ہے جو ہم قرآن وحدیث کے لئے قربان کر سکتے ہیں؟ تو ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ میں نے اسسٹنٹ کمشنر کو ہدایات جاری کر دی ہیں، آپ انہیں مل لیں۔ اے سی ان دنوں ملک غلام نبی کہروڑوی (جو لعل عیسن کہروڑ کے رہنے والے) اور صحیح العقیدہ افسر تھے۔ چنانچہ راقم نے جناب گلزار نسیم سے کہا کہ آپ بھی اے سی آفس پہنچیں راقم بھی پہنچتا ہے۔ چنانچہ ایک آدھ ساتھی کے ساتھ ہم اے سی آفس پہنچے۔ کارڈ بھجوایا، اے سی صاحب نے بلوالیا۔ ہم گئے تو اسسٹنٹ کمشنر نے

ملک قاضی نورزمانؒ جابہ کی وفات

ملک قاضی نورزمانؒ کا خاندان رافضیت سے تعلق رکھتا ہے، اللہ پاک نے انہیں ہدایت سے سرفراز فرمایا اور تبلیغی جماعت سے منسلک ہوگئے۔ تبلیغ سے وابستگی کی وجہ سے صوم وصلوٰۃ، ذکر اذکار تہجد اور دیگر نوافل نصیب ہوگئیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز جابہ کی تعمیر اور دیگر ضروریات کی طرف بھی متوجہ رہتے۔ اللہ پاک نے طویل عمر سے سرفراز فرمایا۔ تقریباً سو سال عمر پائی۔ بوڑھاپے کے باوجود سالانہ چلہ اور ماہانہ سہ روزہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی کانفرنس چناب نگر میں شریک ہوتے۔ ۱۰رجون ۲۰۲۱ء تہجد کی نماز سے فارغ ہوئے تھے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ۱۰رجولائی کو راقم نے مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب، مولانا محمد اسماعیل جابہ کی معیت میں ان بیٹے اور دوسرے عزیزوں سے ملاقات کی اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

انگلش میں کہا: ''یو آر اریسٹ'' آپ اپنے آپ کو گرفتار سمجھیں۔ ہم نے کہا کہ یہ گرفتاریاں ہمارے لئے نئی نہیں ہیں۔ ان سے پہلے سے علیک سلیک تھی اور اپنے اردلی سے کہا کہ چائے اور اچھے سے بسکٹ لائیں۔ ہم نے کہا کہ ہم آپ سے چائے نہیں پئیں گے۔ بہاولپور میں کلمات طیبہ اور آیاتِ قرآنی کی توہین ہورہی ہے اور ہم انتظامیہ کے دفاتر میں چائے پیتے رہیں۔

ابھی یہ بات چیت شروع ہی ہوئی تھی کہ ایک مجسٹریٹ، ایک اے ایس آئی اور دو تین سپاہی آئے اور انہوں نے صاحب کو سلیوٹ مارا اور کہا کہ سر آیاتِ قرآنی محفوظ کردیں۔ ہم نے شکر یہ ادا کیا اور اے سی صاحب نے کہا کہ اب تو چائے اور بسکٹ بنتے ہیں، باہر نکلے اور راقم نے گلزار نسیم صاحب سے کہا کہ جو پروگرام طے ہوا وہ تو ہوگا اور وہ پروگرام قادیانی گھروں کے قریب مسجد میں جمعہ پر احتجاج تھا۔

چنانچہ ہم متعینہ تاریخ کو کوثر کالونی کی مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ آیات قرآنی لکھی ہوئی ہیں۔ خیر ہم نے جمعہ پر بیان کیا اور گلزار نسیم سے کہا کہ آپ ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر کو فون کردیں انہوں نے فون کیا۔ فون نہ مل سکا، عصر کے بعد فون پر بات ہوئی، اس دن رمضان المبارک کے چاند نظر آنے کا امکان تھا، مغرب کے بعد میرے دفتر کی گھنٹی بجی، میں نے پوچھا کون؟ جواب میں کہا گیا کہ قاری محمد یوسف!

ہمارا دفتر دوسری منزل پر تھا اور ہے۔ راقم نے کہا کہ تشریف لائیں تو قاری صاحب جو اوقاف میں ڈسٹرکٹ خطیب بھی تھے، کہنے لگے: ''اے سی صاحب نیچے کھڑے ہیں۔'' راقم آیا تو اسسٹنٹ کمشنر نے کہا کہ بھائی ہم دیکھ کر آئے ہیں کہ کلمات طیبہ محفوظ کئے ہوئے ہیں۔ راقم نے کہا کہ آپ رات کو دیکھ کر آئے ہیں اور ہم دن کو! تو اے سی صاحب نے کہا کہ چلیں دکھائیں، چنانچہ ہم نے دکھلایا تو ڈسٹرکٹ چیئرمین امن کمیٹی سیّد محمد علی شاہ کو ''صاحب'' نے کہا کہ بیل دیں، چنانچہ گھنٹی دی گئی تو دو تین نوجوان باہر نکلے تو امن کمیٹی کے ضلعی چیئرمین نے انہیں کہا کہ اسسٹنٹ کمشنر آپ کو بلارہے ہیں۔ چنانچہ وہ نوجوان پیش ہوئے تو اے سی نے اپنی زبان میں دو تین گالیوں سے سرفراز فرماکر کہا کہ آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ آیات قرآنی اور کلمات طیبہ آپ لوگ نہیں لکھ سکتے، کیوں نہ آپ کو گرفتار کرکے آپ لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے تو وہ سر سر کہہ کر صبح تک کی مہلت مانگنے لگے تو اسسٹنٹ کمشنر نے قاری صاحب سے کہا کہ کیوں نہ یہ سعادت ہم خود حاصل کریں۔ جمعہ چھٹی تھی، کسی رنگ والے کو اٹھایا اس سے کالا رنگ لے کر آئے اور اے سی، ڈسٹرکٹ خطیب نے آیات کو اپنے ہاتھوں سے محفوظ کیا۔

مولانا قاری محمد یوسفؒ بہت سارے معاملات میں ہمارے اور انتظامیہ کے درمیان واسطہ ہوتے تھے۔ کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ دوا دعا چلتے رہے کہ وقت موعود آن پہنچا اور موصوف نے عیدالاضحیٰ کے دنوں ۱۲/ ذوالحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳/جولائی ۲۰۲۱ء داعی اجل کو لبیک کہا ان کی نماز جنازہ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور کے مہتمم اور شیخ الحدیث مولانا عطاء الرحمٰن مدظلہ کی اقتداء میں ادا کی گئی اور ان کے آبائی علاقہ جھمب کلیار میں سپرد خاک کیا گیا۔ ☆☆

لودھراں میں ختم نبوت کنونشن

۲۴/جون ۲۰۲۱ء جامع مسجد ''اللہ اکبر'' میں ظہر سے عصر تک ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا، جس میں دو سو سے زائد علماء کرام اور جماعتی کارکنوں نے شرکت کی۔

کنونشن کی صدارت مقامی امیر مولانا محمد مرتضیٰ نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کہروڑ پکا کے امیر مولانا منیر احمد ریحان خصوصی طور پر شریک ہوئے۔

کنونشن سے تلاوت ونعت کے بعد مولانا خلیل احمد اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ کنونشن میں لودھراں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کارکردگی کو سراہا گیا اور مختلف تجاویز پاس کی گئیں کہ انشاء اللہ العزیز! لودھراں میں قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے گی اور اسلامیانِ لودھراں کو ان کی مرتدانہ سرگرمیوں سے بچایا جائے گا۔

کنونشن مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر ختم ہوا۔ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا غلام محمد ریحانؒ، مولانا محمد موسیٰؒ کے لئے خصوصی دعا کی گئی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

خطبۂ جمعہ: جلہ آرائیں اہل حق کے قدیمی مراکز ہیں۔ حضرت مولانا اللہ بخشؒ فاضل دیوبند عرصۂ دراز تک یہاں خطیب وامام رہے اور انہوں نے بھرپور محنت کی۔ ان کی محنت سے پورے علاقہ میں دین داری کی فضا قائم ہوئی۔ جلہ ارائیں کی بڑی جامع مسجد جو وسیع وعریض رقبہ پر پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت مرحوم اس کے خطیب تھے۔ مرکزی جامع مسجد کی عقب میں ایک اور جامع مسجد ہے جو کمہاروں والی مسجد کہلاتی ہے۔ اس کے خطیب مولانا عبدالعزیز مدظلہ ہیں۔ ضلع لودھراں بھی بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ کا حلقہ تبلیغ ہے ان کے حکم پر راقم کا ۲۵؍جون کا جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد کمہاراں جلہ ارائیں میں ہوا۔

جامعہ عبیدیہ فیصل آباد: ۲۸؍جون سفر کرکے ملتان سے فیصل آباد پہنچے۔ جہاں رات کا آرام وقیام جامعہ عبیدیہ میں رہا اور صبح کی نماز کے بعد حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کی زیارت سے مستفید ہوا۔ حضرت والا کے ساتھ چائے پینے کے بعد چکوال کا سفر کیا۔

مدرسہ تدریس القرآن چکوال: فیصل آباد سے سفر کرکے چکوال پہنچے۔ جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر مولانا مفتی محمد معاذ ہمارا انتظار کررہے تھے اور آپ ہمیں جامعہ تدریس القرآن میں لے کر گئے۔ جامعہ کا سنگ بنیاد ۱۲؍محرم الحرام ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۴؍جون ۱۹۹۴ء کو رکھا گیا۔ یوم تاسیس سے اب تک بہترین خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ۴۷ طلبا کرام تعلیم مکمل کرکے سند فضیلت حاصل کرچکے ہیں۔ شعبۂ حفظ میں ۲۵۰، درسِ نظامی میں ۶۴ دراسات دینیہ میں ۲۵، شعبہ گردان ۲۳۵، شعبہ تجوید میں ۹۰، عصری علوم ۶۸ طلبا زیر تعلیم ہیں تجوید کے ساتھ ساتھ بچوں کو چالیس احادیث نبویہ، چالیس مسنون دعائیں یاد کرائی جاتی ہیں۔ مجلس چکوال کے امیر مولانا مفتی محمد معاذ اسی ادارہ میں حفظ میں سینئر استاذ کی حیثیت سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ۲۹؍جون ظہر کی نماز کے بعد جامعہ کے طلبا اور اساتذہ کرام سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان ہوا۔ یہ ادارہ حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ کی سرپرستی میں خدمات سرنجام دیتا رہا۔ حضرت پیر صاحبؒ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین حضرت مولانا پیر عتیق الرحمٰن ہزاروی مدظلہ سرپرستی فرمارہے ہیں۔

جامع مسجد انوار غوثیہ ڈھڈیال: جامع مسجد انوار غوثیہ کے خطیب مولانا غلام مرتضیٰ شیخ الحدیث جامعۃ الحبیب چکوال ہیں، جو عرصۂ دراز سے دارالعلوم حنفیہ اور جامعۃ الحبیب چکوال میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ہر ماہ کی یکم اور ۱۵؍تاریخ کو محفل مراقبہ کراتے ہیں۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائیں۔

جامع مسجد حنفیہ فرید کسر کے: امام مولانا عبدالمالک ہیں۔ دارالعلوم حنفیہ چکوال کے فارغ التحصیل اور باہمت عالم دین ہیں، اپنے علاقہ میں توحید وسنت کی نشرواشاعت اور دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا غلام مرتضیٰ نقشبندی مدظلہ کی صدارت میں ۲۹؍جون بعد نماز عشاء پروگرام منعقد ہوا، جس کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کے ناظم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی تھے۔ مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی کے والد محترم مولانا عبدالرحمٰن قاسمیؒ، حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کے فرزند ارجمند اور باہمت عالم دین تھے۔

جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات میں بیان: چکوال شہر میں ایک خاتون نے جو لاولد تھیں، اپنا مکان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کے ناظم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی مدظلہ کو مدرسہ کے نام پر وقف کیا۔ مولانا حبیب الرحمٰن نے بنات کی تعلیم کے لئے اسے وقف کردیا۔ موصوف کی اہلیہ محترمہ جو عالمہ ہیں۔ اس ادارہ کی نگران ہیں۔ ادارہ میں درس نظامی میں چالیس پینتالیس بچیاں زیر تعلیم ہیں جبکہ قرآن پاک حفظ وناظرہ میں اسی بچیاں تعلیم حاصل کررہی ہیں۔ ۳۰؍جون صبح سوا دس سے گیارہ بجے تک راقم نے بیان کیا۔

دارالعلوم حنفیہ چکوال: دارالعلوم کا سنگِ بنیاد ۱۹۵۱ء میں رکھا گیا۔ سنگ بنیاد کی تقریب میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مرشد

العلماء والمشائخ حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ بانی جامعہ حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کی دعوت پر تشریف لائے۔ موخرالذکر کی بیعت کا تعلق حضرت اقدس فضل علی قریشی مسکین پوریؒ سے تھا۔ خلافت حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ سے ملی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ ہمارے خانیوال مجلس کے امیر مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی مدظلہ کے والد گرامی تھے جو حضرت فضل علی قریشیؒ کے بڑے خلفاء میں سے تھے۔ حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ ۲۱؍ستمبر ۱۹۸۹ء تک خانقاہ حبیبیہ کے سجادہ نشین اور دارالعلوم حنفیہ کے مہتمم رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند اکبر مولانا عبدالرحمٰن قاسمیؒ سجادہ نشین اور مدرسہ کے مہتمم بنائے گئے۔ والد محترم کی وفات کے تھوڑا عرصہ بعد ۲۰؍ جولائی ۱۹۹۱ء کو راہی ملک بقا ہوئے۔ مولانا عبدالرحمٰن قاسمیؒ کے بعد ان کے بھائی مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مدظلہ آپ کے جانشین اور مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔ ثانی الذکر کے دور میں دارالعلوم حنفیہ کی کئی شاخیں معرض وجود میں آ گئیں۔ جامعۃ الحبیب چکوال شہر میں دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ وادی سون نوشہرہ میں جامعۃ الحبیب، ڈیرہ اسماعیل خان میں جامعۃ الحبیب، رنگ روڈ لاہور میں فیضان حبیب کے نام سے خوبصورت جامع مسجد اور مدرسہ تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے اور بھی کئی ایک مقامات پر مساجد اور مدارس تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ حضرت اقدس مولانا پیر غلام حبیب نقشبندیؒ کے ایک اور فرزند ارجمند حضرت مولانا پیر عبدالقدوس نقشبندی مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کے سرپرست ہیں۔ ان کی سرپرستی میں ضلع بھر میں قادیانیت کا بھرپور تعاقب جاری ہے۔ کئی ایک مقامات پر ہر سال ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں۔ راقم دو رات اور ایک دن حضرت مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مدظلہ کے ڈیرہ ''بیت المرشد'' میں قیام پذیر رہا۔ آخری پروگرام جامع مسجد قبا میں ہوا۔ جس کا اہتمام مسجد انتظامیہ نے مولانا منصب علی کی نگرانی میں کیا۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔

تعزیتی اجلاس اسلام آباد: استاذ المحدثین

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نوراللہ مرقدہ کی وفات پر یکم جولائی کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے دفتر میں تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت مقامی امیر حضرت مولانا مفتی عبدالرشید نے کی۔ مہمان خصوصی ہمارے حضرت خاکوانی صاحب برکاتہم العالیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا سیّد امین الدین پاشا مدظلہ تھے، جس میں قاری عبدالقیوم شاکر، مولانا وجیہ الدین، مولانا محمد ابوبکر، محمد بلال احمد، محمد نعیم، مولانا خلیق الرحمٰن چشتی، مولانا راحت حسین شاہ، قاری عبدالوحید قاسمی، مولانا محمد طیب، مولانا محمد طارق، سیّد عمر پاشا اور حافظ محمد طیب نے شرکت کی۔

اجلاس کا آغاز مقامی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالوحید قاسمی کی تلاوت سے ہوا۔ اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب نے اجلاس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے حضرت ڈاکٹر صاحب کی سیرت وسوانح پر روشنی ڈالی اور چونکہ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ، مولانا محمد طیب کے استاذ بھی تھے، انہوں نے جامعہ بنوری ٹاؤن میں بیتے ہوئے ایام کی روشنی میں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی زندگی مبارک اور ان کی عظیم الشان خدمات پر روشنی ڈالی۔ حضرت خاکوانی دامت برکاتہم العالیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا سیّد امین الدین پاشا مدظلہ نے حضرت خاکوانی صاحب کے نائب امیر بننے سے پہلے مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ ناظم مجلس علماء اہلسنت کا ایک خواب بیان کیا۔ حضرت خاکوانی صاحب کے مجلس کے نائب امیر بننے سے پہلے مولانا ندیم حضرت کی خدمت میں تشریف لائے اور اپنا ایک خواب بیان کیا کہ ایک مجلس لگی ہوئی ہے، بڑے بڑے اکابر علماء کرام کرسیوں پر تشریف فرما ہیں جبکہ ایک بڑی کرسی خالی ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے۔ ''امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' ایک صاحب نے حضرت والا کو کرسی پر بیٹھنے کا کہا مولانا ندیم فرماتے ہیں کہ میں حیران تھا کہ حضرت خاکوانی تو کبھی مجلس کے اسٹیجوں پر نہیں دیکھے گئے، آپ امیر کیسے بن گئے؟ چند دنوں کے بعد جب حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی وفات ہوئی اور حضرت ڈاکٹر صاحبؒ مرکزی امیر اور حضرت خاکوانی نائب امیر بنا دیئے گئے تو تعبیر سامنے آ گئی۔ پاشا صاحب نے حضرت ڈاکٹر صاحب کو شاندار خراج تحسین پیش کیا۔ راقم نے بھی حضرت ڈاکٹر صاحب کی عظیم الشان خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا اور تعزیتی اجلاس مفتی عبدالرشید کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ قبل ازیں فاتحہ خوانی کی گئی اور حضرت سیّد امین الدین پاشا نے دعائے مغفرت کرائی۔

خطبہ جمعہ: ۲؍جولائی جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد کیلیانوالی کمیٹی چوک میں مولانا عبدالمالک کی دعوت پر دیا۔ خطبۂ جمعہ کے دوران ہزاروں مسلمانوں نے پوری دلجمعی کے ساتھ بیان سنا۔

مرکزی جامع مسجد گلشن آباد (اکال گڑھ):
جامع مسجد کے بانی ہماری مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا محمد رمضان علویؒ تھے، جن کی ساری زندگی عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت، قادیانیت کے تعاقب، احقاق حق اور ابطال باطل میں گزری، بہت ہی بہادر انسان تھے۔ اللہ پاک نے انہیں پانچ بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ بڑے بیٹے مولانا سعید الرحمٰن علویؒ تھے، جو ہفت روزہ خدام الدین، ہفت روزہ ابابیل کے ایڈیٹر رہے۔ والد محترم کی طرح بہادر انسان تھے، لاہور شاہ جمالی کالونی کی جامع مسجد میں خطیب رہے۔ عظیم الشان لائبریری بنائی ہوئی، لکھنے پڑھنے کا ذوق عمدہ تھا۔ دوسرے فرزند ارجمند مولانا عزیز الرحمٰن خورشید مدظلہ کچھ عرصہ سرگودھا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ رہے، آج کل ملک وال منڈی بہاؤالدین کی ایک جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ تیسرے بیٹے مولانا عبدالرحمٰن علوی مدظلہ ہیں جو گلشن آباد میں والد محترم کے جانشین ہیں۔ مولانا عتیق الرحمٰن، مولانا ابوبکر خالد اپنے والد محترم کی اس عظیم الشان مسجد کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ ۱۵؍فروری ۱۹۹۰ء میں مولانا محمد رمضان علویؒ کا انتقال ہوا۔

۲؍جولائی مغرب سے عشاء تک جلسہ منعقد ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مقامی مبلغ مولانا طارق راولپنڈی مجلس کے امیر شیخ الحدیث مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ قاضی صاحب نے پنجاب اسمبلی میں حقوق نسواں بل کی منظوری کی پرزور مذمت کی اور فرمایا کہ اسلامیان پاکستان، پاکستان کے معاشرتی نظام کو یورپ کے مادر پدر آزاد معاشرہ میں تبدیل نہیں ہونے دیں گے اور بھرپور مزاحمت کریں گے۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ ہم امریکا اور یورپ کی منشاء کے مطابق عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت قوانین کو ختم کرنے کو کسی صورت میں برداشت نہیں کرتے۔ امریکا اور یورپی یونین کو ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ جلسہ محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ رات کا قیام برادر مکرم محمد ناصر کے ڈیرہ پر رہا۔

مدرسہ تجوید القرآن راولپنڈی: مدرسہ کے بانی ہومیو پیتھک ڈاکٹر ریاض احمد ہیں، انہوں نے نو ماہ قبل مدرسہ کا آغاز کیا۔ مدرسہ جدید بنیادوں پر شروع کیا گیا، کئی ایک بچوں نے قرآن پاک کے سولہ سولہ پارے اور بعض نے کم پارے یاد کئے، ان کا امتحان ہوا تو راقم سے فرمائش کی کہ وہ ہمارے بچوں اور بنات کے مدرسہ کی بچیوں اور خواتین سے خطاب کریں تو راقم راولپنڈی ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد طارق سلمہ کی معیت میں مدرسہ میں حاضر ہوا، تعلیمی ماحول اور جدید ورزشی صورتوں کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ بچوں کو انعامات بھی راقم کے ہاتھ سے دلوائے گئے اور خواتین وبنات سے بھی اصلاحی بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے دن دگنی ترقی نصیب فرمائیں، یہ پروگرام ۳؍جولائی کو ہوا۔

جامع مسجد ختم نبوت چاکرہ روڈ: مسجد میں مغرب سے عشاء تک ۳؍جولائی کو جلسہ ہوا، جس کی صدارت ادارہ کے مہتمم مولانا عاشق الٰہی مدظلہ نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد راولپنڈی ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد طارق، راولپنڈی اسلام آباد خط وکتابت کورس کے زعماء میں سے حافظ محمد الیاس کے بیانات ہوئے۔ موخرالذکر ہماری گوجرانوالہ جماعت کے سابق ناظم حافظ محمد ثاقبؒ کے ہمشیرزادہ ہیں اور آخری بیان راقم کا ہوا۔ عشاء کی نماز تھوڑی تاخیر سے ہوئی۔

مذکورہ بالا ادارہ راولپنڈی مجلس کے امیر شیخ الحدیث مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ کی سرپرستی میں روبہ ترقی ہے۔ ادارہ میں دو اساتذہ کرام مستقل تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ۴۵ مسافر طلبا کرام اور مقامی سینکڑوں طلبا مزید پانچ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جامع مسجد آزاد بارہ کہو میں جلسہ:
۴؍جولائی مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد طیب مبلغ ختم نبوت اسلام آباد، راولپنڈی مجلس کے امیر مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ اور راقم کے بیانات ہوئے۔ راولپنڈی مجلس کے نائب امیر مولانا محمد آدم خان نے خصوصی شرکت کی، بارہ کہو مری روڈ پر اسلام آباد کی مضافاتی آبادی ہے۔ یہاں مولانا فخر الاسلام عباسی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے امیر اور مولانا محمد ندیم عباسی ناظم اعلیٰ، قاری ضیاء الرحمٰن ناظم مالیات ہیں۔ یہ جلسہ موخرالذکر کی سرگرمی اور مولانا فخر الاسلام عباسی کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں لیاقت باغ راولپنڈی میں ۶؍ستمبر کو ہونے والی بڑی کانفرنس کی تیاری اور اعلان کے سلسلہ میں منعقد ہوا۔

جامعہ ام حبیبہ، پنڈورہ: میں علاقہ اور محلہ کی سینکڑوں خواتین کو دعوت دی گئی، مدرسہ کی بچیاں بھی تھیں۔ انہیں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر بیان کیا۔ مدرسہ کے بانی ومہتمم کی صدارت میں منعقدہ پروگرام میں راقم نے خواتین

سے درخواست کی کہ وہ اپنے بچوں کو ابتداء ہی سے عقیدۂ ختم نبوت سے متعارف کرائیں تا کہ یہ سبق انہیں تاحیات یاد رہے۔

جامعہ فرقانیہ کرتار پورہ میں علماء کنونشن: ۵ر جولائی ظہر کی نماز کے بعد جامعہ فرقانیہ محلّہ کرتار پورہ میں ۱۱ر جولائی کو استاذ المحدثین حضرت الامیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی یاد میں منعقد ہونے والے تعزیتی جلسہ کے انتظامات کو آخری شکل دی گئی، جس کے مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ ہوں گے۔ نیز ۶ر ستمبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں منعقد ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات کے سلسلہ میں کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ کنونشن کی صدارت حضرت الامیر مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ نے کی۔ حضرت قاضی صاحب نے تاجر تنظیموں سے ہونے والے اجلاسوں کی رپورٹ پیش کی۔ کنونشن میں درجنوں علماء کرام نے شرکت کی۔ کنونشن کے شرکاء سے حضرت الامیر مدظلہ کے علاوہ مولانا محمد طیب، مولانا قاضی ہارون الرشید اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

جامع مسجد خالد ابن ولیدؓ: پنڈورہ میں اسی روز مغرب کے بعد راقم کا بیان ہوا۔ رات کا قیام مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ کی مسجد جامع مسجد الرحمن میں رہا۔ اگلے روز ۶ر جولائی کو حضرت قاضی صاحب کی موجودگی میں جامع مسجد رحمان میں صبح کی نماز کے بعد راقم کا درس ہوا۔

جامعہ دارالعلوم زکریا: جس کے بانی حضرت مولانا پیر عزیز الرحمن ہزارویؒ تھے، دوپہر کا آرام جامعہ زکریا میں کیا۔ جامعہ کے مہتمم اور حضرت پیر صاحبؒ کے جانشین مولانا عتیق الرحمن ہزاروی مدظلہ اور حضرت والا کے دوسرے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد اویس سے ملاقات کی۔ جامع مسجد مدنی ہزارہ کالونی میں عصر کی نماز کے بعد اور جامع مسجد الہدیٰ پشاور روڈ میں مغرب کے بعد دروس ہوئے اور عشاء کے بعد ملتان کے لئے روانگی ہوئی۔ ☆☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی منتظمہ کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی منتظمہ (عاملہ) کا اجلاس مرکزی نائب امیر حضرت مولانا عزیز احمد مدظلہ خانقاہ سراجیہ کی صدارت میں ۷ر جولائی کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمن ثانی، حافظ محمد انس اور راقم نے شرکت کی۔

تلاوت مولانا راشد مدنی نے فرمائی۔ اجلاس میں حضرت الامیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کراچی، مولانا غلام نبی شاہ مانسہرہ، حکیم محمد عبداللہ خان پور سمیت مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ نیز حضرت الامیر نور اللہ مرقدہ کی وفات کے بعد پیدا شدہ حالات پر غور وخوض کیا گیا۔

مولانا اللہ وسایا نے شرکاء اجلاس کو بریف کرتے ہوئے کہا کہ مجلس کے دستور کے مطابق اگر مرکزی امیر کا عہدہ کسی وجہ سے خالی ہو جائے، تو تمیں دن کے اندر اندر مرکزی شوریٰ نئے امیر کا انتخاب کرلے۔ چنانچہ ۷ر اگست کو مرکزی شوریٰ عاملہ کے اجلاس میں آئندہ کے لئے امیر کا انتخاب کرے گی۔

ڈیرہ غازی خان میں دفتر تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔ منڈی بہاؤالدین اور ساہیوال میں دفاتر کے لئے پلاٹ خریدے جاچکے ہیں۔ حسب ضرورت نقشہ بنواکر تعمیرات شروع کرنے کی اجازت دی گئی۔ ساہیوال دفتر کی تعمیر کی نگرانی مولانا قاری عبدالجبار اور منڈی بہاؤالدین کے دفتر کی نگرانی قاری عبدالواحد کریں گے۔ مرکزی دفتر کی تعمیر کو نصف صدی ہوچکی ہے۔ رنگ وروغن کی اجازت دی گئی۔ نیز دفتر مرکزیہ میں بڑے بور اور ٹنکی تعمیر کرنے کی بھی اجازت دی گئی۔ مولانا راشد مدنی نے تجویز پیش کی کہ مکتبہ نچلی عمارت میں قائم کیا جائے اجازت دی گئی۔ بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ علیل ہیں۔ ان کی تندرستی تک مولانا عبدالحکیم اور مولانا عبدالرزاق، مولانا عبدالستار گورمانی ٹائم دیں گے۔

جوہر آباد میں متوازی جماعت قائم کی گئی ہے۔ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی سرگردگی میں مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا قاری سعید احمد خوشاب پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب جوہر آباد جا کر مسئلہ کا حل نکالیں۔

دنیا پور کے لئے مولانا مفتی راشد مدنی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی وقت دیں۔

نئے نئے عہدے تجویز نہ کئے جائیں۔ دستور کے مطابق تشکیل کی جائے۔

تین سال ممبر سازی کو مکمل ہو رہے ہیں۔ جنوری سے نئی ممبر سازی شروع کی جائے گی۔ حضرت الامیر رحمہ اللہ کی یاد میں تعزیتی پروگرام لاہور میں منعقد کرنے کی مولانا عزیز الرحمن ثانی کو ہدایت کی گئی۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر منتخب

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری اور خواجہ عزیز احمد نائب امراء مقرر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ و عاملہ نے تائید کردی

شہزادا کبر جب تک قادیانیت کے متعلق وضاحت نہیں کرتے، قوم انہیں قادیانی ہی سمجھے: شوریٰ کا مطالبہ

ملتان (عرفان احمد عمرانی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس منتظمہ (عاملہ) کا اجلاس مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی صدارت میں دفتر مرکزیہ ملتان میں ہوا۔ جس میں مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، حافظ محمد انس، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی۔ دیگر جماعتی امور کے علاوہ مجلس منتظمہ نے امیر مرکزیہ کے لئے مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی اور ان کی جگہ پر نائب امیر کے لئے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم صاحبزادہ سیّد سلیمان یوسف بنوری کا نام پیش کیا جبکہ مولانا خواجہ عزیز احمد خانقاہ سراجیہ پہلے سے نائب امیر چلے آرہے ہیں۔ مرکزی مجلس شوریٰ جس میں مولانا محمد اکرم طوفانی، حافظ محمد یوسف، مفتی محمد حسن لاہور، قاری انوار الحق کوئٹہ، مولانا ثاقب الحسینی اٹک، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کراچی، صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد خانقاہ سراجیہ، مفتی خالد محمود کراچی، قاری محمد یٰسین فیصل آباد، قاری عبید الرحمٰن تلہ گنگ نے متفقہ طور پر عاملہ کے فیصلہ کی تائید کرتے ہوئے مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی کو امیر مرکزیہ منتخب کرلیا۔ مجلس شوریٰ نے ڈیرہ غازی خان، ساہیوال اور منڈی بہاؤالدین میں دفاتر کے قیام کی منظوری دی۔ مرکزی مجلس شوریٰ نے اس موقع پر اپنے بیان میں کہا کہ شہزاد اکبر جب تک قادیانیت سے متعلق وضاحت نہیں کرتا قوم اسے قادیانی ہی سمجھے گی۔ مجلس عاملہ و شوریٰ نے حال ہی میں وفات پاجانے والے امیر مرکزیہ استاذ المحدثین مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خدمات پر انہیں عظیم الشان خراج عقیدت پیش کیا۔ شوریٰ کے گزشتہ اجلاس میں موجودہ اجلاس تک وفات پاجانے والے اکابرین مجلس و جماعتی رفقاء کی مغفرت کے لئے دعا کی گئی۔ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کراچی، قاری احسان اللہ اسلام آباد، مولانا محمد اکبر خان ملتان، مولانا محمد اقبال کہروڑپکا، مولانا مفتی محمد زرولی خان کراچی، حافظ ریاض درانی لاہور، مولانا عبداللہ، قاری محمد صادق قاسمی، مفتی حسین احمد، مولانا عبدالسلام ہمدانی، مولانا عبدالستار شاہ، مولانا عبدالرزاق، مولانا عبداللہ لدھیانوی، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مولانا عبدالقادر انجم، مولانا سیّد محمد عثمان منصور پوری، قاری عبدالحمید، مولانا شاہ محمد، مولانا محمد یوسف، قاری محمد یوسف، مولانا عبدالمجید فاروقی، قاری عبدالمالک، مولانا امداد اللہ، مولانا سیّد غلام نبی شاہ، سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاری، مولانا سیف الدین سیف، قاری عبدالرحمٰن، مولانا سیف اللہ خالد، مفتی مزمل حسین، مولانا عبدالرحیم، مولانا شبیر الحق کشمیری، مولانا عبدالخالق سنبھلی کی دینی اور تدریسی خدمات کو سراہا گیا اور بلندیٔ درجات کی دعا کی گئی۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۸؍اگست ۲۰۲۱ء)

حکومت پاکستان کے ظفر اللہ قادیانی کو قومی ہیرو قرار دینے کی مذمت

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان فقید المثال کانفرنس ۷؍ستمبر ۲۰۲۱ء مینار پاکستان کی تیاری کے سلسلہ میں شاہدرہ، جوہر ٹاؤن اور مرکز ختم نبوت میں دروس کمیٹی کا اجلاس میں ہوا، علماء نے اجلاس میں اس بات پر گہری تشویش کا اظہار کیا کہ حکومت پاکستان نے ٹویٹر آفیشل اکاؤنٹ میں ۱۴؍اگست کے حوالہ سے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی کو قومی ہیرو اور قرارداد پاکستان کا بانی قرار دینے کی شدید مذمت اور غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں، حکومت یہ اقدام واپس لے۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ ظفر اللہ خان قادیانی نے بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا جنازہ نہیں پڑھا اور اس نے اپنے وزارت خارجہ کے دور میں پاکستانی سفارت خانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کے اڈے بنایا۔

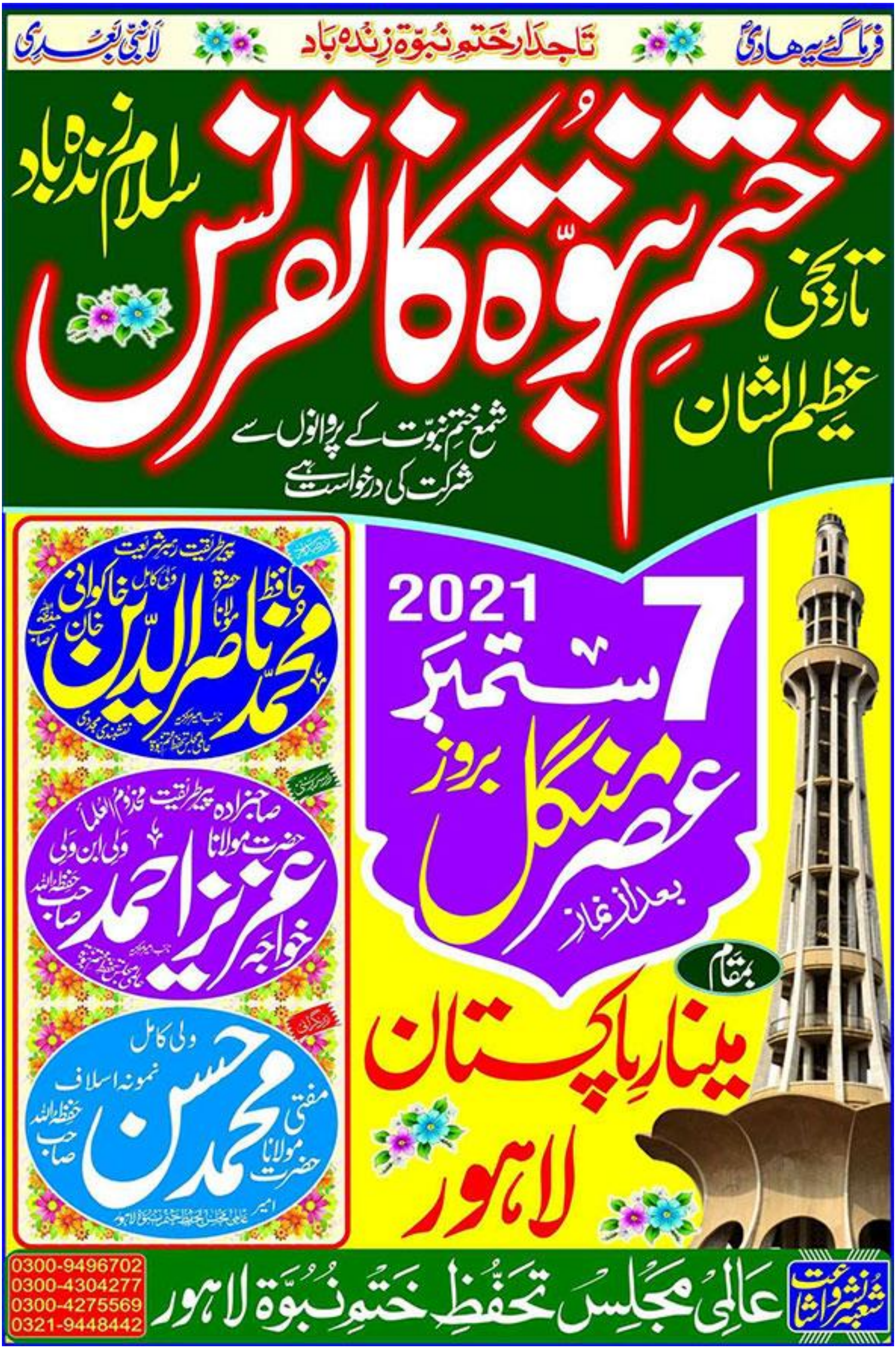
فرما گئے یہ ہادیؐ
تاجدارِ ختمِ نبوّۃ زندہ باد
لا نبی بعدی
ختمِ نبوّۃ کانفرنس
اسلام زندہ باد
تاریخی
عظیم الشّان
شمعِ ختمِ نبوّت کے پروانوں سے
شرکت کی درخواست ہے
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت
حافظ
حضرۃ مولانا
ولی کامل
محمد ناصر الدّین خاکوانی
خان صاحب حفظہ اللہ
نقشبندی مجددی
2021
7 ستمبر
بروز منگل
بعد از نمازِ عصر
بمقام
مینارِ پاکستان
لاہور
صاحبزادہ پیرِ طریقت مخدوم العلماء
حضرت مولانا
ولی ابن ولی
خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ
ولی کامل
نمونہ اسلاف
مفتی
حضرت مولانا
محمد حسن صاحب حفظہ اللہ
امیر
0300-9496702
0300-4304277
0300-4275569
0321-9448442
عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّۃ لاہور
شعبہ نشر و اشاعت